ابتدائیہ

اس تالیف میں "سورۃ الحشر" کی درج ذیل
سترہ آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے۔

آیت
۱ تا ۱۷

ابتدائیہ

سترہ آیات کے مضامینِ جہاد کا خلاصہ

آیت ۱-۲ غزوہ بنی نضیر کی منظر کشی اور عبرتیں۔

آیت ۳ اگر انکی جلاوطنی نہ ہوتی تو مارے جاتے۔

آیت ۴ دین اسلام سے دشمنی کا انجام اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

آیت ۵ دشمنانِ اسلام کی رسوائی اور شکست کے لئے جہاد کے دوران انکی املاک کو نقصان پہنچانا درست ہے۔

آیت ۶ بنی نضیر سے حاصل ہونے والا مال "مالِ فئے" ہے اور اس پر جناب رسول اللہ ﷺ کو ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔

آیت ۷ جہاد کی ایک اور برکت "مالِ فئے کا نظام" مالِ فئے کے مصارف

آیت ۸ مالِ فئے کے مصارف .... حضرات مہاجرین رضوان اللہ علیہم کے فضائل۔

آیت ۹ مالِ فئے کے مصارف .... حضرات انصار رضوان اللہ علیہم کے مناقب۔

آیت ۱۰ مالِ فئے کے مصارف .... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت کو تسلیم کریں۔

آیت ۱۱ منافقین نے یہودیوں کو دھوکہ دے دیا۔

آیت ۱۲ منافقین یہودیوں کی مدد کے لئے نہیں نکلیں گے اور اگر نکلے بھی تو بھاگ جائیں گے۔

آیت ۱۳ منافق بے وقوف لوگ ہیں ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مسلمانوں کا ڈر ہے۔

آیت ۱۴ دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے سامنے آ کر نہیں لڑ سکتے حفاظتی حصاروں کے پیچھے سے لڑتے ہیں۔

آیت ۱۵ غزوہ بنی قینقاع

آیت ۱۶ منافق کی مثال شیطان جیسی ہے۔

آیت ۱۷ گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سب جہنم میں جمع ہوں گے۔

اختتام ابتدائیہ و آغاز معارف آیات الجہاد

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ وہی

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ

ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا لشکر جمع کرنے کے وقت نکال دیا حالانکہ تمہیں

الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

ان کے نکلنے کا گمان بھی نہ تھا اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ تعالیٰ سے بچا لیں گے پھر اللہ

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

تعالیٰ کا عذاب ان پر وہاں سے آیا کہ جہاں کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ②

اپنے گھروں کو اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے آپ اجاڑنے لگے پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔

خلاصہ

آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے، چنانچہ ''بنی نضیر'' کا واقعہ بھی اس کے زبردست غلبہ اور اسکی حکمت کے آثار میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے تو بنی نضیر کے کافر یہودیوں کو مسلمانوں کے پہلے حملے ہی میں نکال باہر کر دیا۔ مسلمانوں کو اتنی آسان فتح کا گمان بھی نہیں تھا اور خود یہودیوں کو اپنے قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے طریقے سے گھیرا جس کا ان کو خیال تک نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو رعب سے جکڑ دیا اب منظر یہ تھا کہ وہ اپنے گھروں کو خود بھی گرا رہے تھے اور مسلمان بھی ان کے گھروں کو ڈھا رہے تھے۔ عبرت پکڑو اے دیکھنے والو کہ

- ☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔
- ☆ وہ جن قلعوں کو اپنی حفاظت سمجھ رہے تھے اب انہیں کو ڈھا رہے تھے، پس اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔
- ☆ دنیا دل لگانے اور زیادہ بسانے کی جگہ نہیں ہے، کل تک کن امیدوں سے یہ مکانات بنا رہے تھے اور آج کس حسرت سے ان کو ڈھا رہے ہیں۔
- ☆ جو اپنا عہد توڑ کر مکاری اور دھوکہ بازی کا طریقہ اختیار کرتا ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

☆ مسلمان جب بھی اللہ تعالیٰ کی رضاء اور دین کی سربلندی کے لئے خالص نیت کے ساتھ جہاد میں نکلیں گے تو ان کے دشمنوں کا اسی طرح برا حال ہوگا۔

☆ ظاہری اسباب پر تکیہ کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غافل ہو جانا عقلمندی والا کام نہیں۔

اور بہت سی عبرتیں فاعتبروا یاأولي الابصار اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔

مسلمانوں کے لئے فتح کا اصول

’’پہلی لشکر کشی میں مسلمانوں کو ’’بنونضیر‘‘ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی، بظاہر سب اسباب ان کے مخالف تھے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول ﷺ کے اتباع کے خیال سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے پوری فتح دی اور آئندہ بھی فتح اس اصول پر ہوگی‘‘۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

بنونضیر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس سورۃ کو سورۃ بنی النضیر کہا کرتے تھے بنونضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے یہ لوگ بنی اسرائیل پر فتنوں کے زمانے میں مدینہ منورہ آکر مقیم ہوئے تھے کہ یہاں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے تو ان کی اتباع کریں گے۔ پھر ان کا جو معاملہ ہوا وہ اس سورۃ میں مذکور ہے۔

قال سعيد بن جبير: قلت لابن عباس سورة الحشر؟ قال: قل سورة النضير وهم رهط من اليهود من ذرية هارون عليه السلام انزلوا المدينة في فتن بني اسرائيل انتظاراً لمحمد صلى الله عليه وسلم وكان من امرهم ما نص الله عليه (القرطبي)

ورواه البخاري من حديث ابي عوانة عن ابي بشر عن سعيد بن جبير قال قلت لابن عباس سورة الحشر؟ قال سورة بني النضير (ابن كثير)

آسان تفسیر

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ: جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

چنانچہ اس کے زبردست غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ آگے بیان کیا جاتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ

ترجمہ: وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا لشکر جمع کرنے کے وقت نکال دیا۔

اہل کتاب کے کافروں سے مراد یہود بنی نضیر ہیں، یہ مدینہ منورہ کے مشرقی جانب دو میل کے فاصلے پر آباد تھے، یہ لوگ بہت جتھے والے، سرمایہ دار اور مضبوط قلعوں کے مالک تھے، حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ سے صلح کا معاہدہ کر لیا مگر پھر بار بار دھوکہ بازی کرتے رہے یہاں تک کہ رسول ﷺ کو شہید کرنے

کی سازش کی تب مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور بالآخر یہ جلاوطن کئے گئے۔

❶ اَوَّلِ الْحَشْرِ سے مراد یا تو مسلمانوں کے لشکر کا پہلا اجتماع ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے ہی حملے اور مڈبھیڑ میں یہ شکست کھا کر بھاگنے کے لئے تیار ہو گئے۔

❷ اَوَّلِ الْحَشْرِ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اس یہودی قبیلے کے لئے جلاوطنی کا پہلا موقع تھا، اس سے پہلے ان کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ ان کو اس طرح سے جلاوطن کیا گیا ہو۔

قال الزهري كانوا من سبط لم يصبهم جلاء فيما مضى (القرطبی، البغوی)

حشر عربی زبان میں کہتے ہیں جمع کرنے کو۔ اپنی جگہ چھوڑ کر جب کسی جگہ کوئی قوم جمع ہو جائے اسکو حشر کہا جاتا ہے قیامت کے دن کو بھی حشر اس لئے کہا جاتا ہے کہ دنیا کے مختلف اطراف و اکناف کے لوگ جمع ہوں گے۔

❸ اَوَّلِ الْحَشْرِ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے نکال دیا حشر سے پہلے۔ یہ لوگ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کہا کرتے تھے کہ ہمیں حشر تک کوئی مدینہ منورہ سے نہیں نکال سکتا، تو فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حشر سے پہلے ہی ان کو نکال دیا۔

❹ اَوَّلِ الْحَشْرِ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ان یہودیوں کا پہلا حشر ہے کہ مدینہ چھوڑ کر خیبر وغیرہ چلے گئے،

کی سازش کی تب مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر یہ جلاوطن کیے گئے۔

❶ أَوَّلِ الْحَشْرِ سے مراد یا تو مسلمانوں کے لشکر کا پہلا اجتماع ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے ہی حملے اور مڈبھیڑ میں یہ شکست کھا کر بھاگنے کے لئے تیار ہو گئے۔

❷ أَوَّلِ الْحَشْرِ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اس یہودی قبیلے کے لئے جلاوطنی کا پہلا موقع تھا، اس سے پہلے ان کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ ان کو اس طرح سے جلاوطن کیا گیا ہو۔

قال الزهری کانوا من سبط لم یصبهم جلاء فیما مضی (القرطبی، البغوی)

حشر عربی زبان میں کہتے ہیں جمع کرنے کو۔ اپنی جگہ چھوڑ کر جب کسی جگہ کوئی قوم جمع ہو جائے اسکو حشر کہا جاتا ہے قیامت کے دن کو بھی حشر اس لئے کہا جاتا ہے کہ دنیا کے مختلف اطراف واکناف کے لوگ جمع ہوں گے۔

❸ أَوَّلِ الْحَشْرِ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے نکال دیا حشر سے پہلے۔ یہ لوگ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کہا کرتے تھے کہ ہمیں حشر تک کوئی مدینہ منورہ سے نہیں نکال سکتا، تو فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حشر سے پہلے ہی ان کو نکال دیا۔

❹ أَوَّلِ الْحَشْرِ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ان یہودیوں کا پہلا حشر ہے کہ مدینہ چھوڑ کر خیبر وغیرہ چلے گئے، اس میں اشارہ ہے کہ ایک اور حشر بھی ہوگا۔ یہ دوسرا حشر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا جب ان کو خیبر سے نکال کر شام بھیج دیا گیا اور ملک شام میں آخری "حشر" بھی ہونا ہے شام کو "ارض المحشر" کہتے ہیں۔

(أَوَّلِ الْحَشْرِ کی تفسیر میں اور بھی کئی اقوال ہیں تفصیل کے لئے القرطبی، حقانی اور دیگر تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔)

مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ

یعنی ان کے ساز و سامان، مضبوط قلعے، اور جنگی قوت اور مہارت دیکھ کر نہ تو مسلمانوں کو یہ اندازہ تھا کہ اس قدر جلدی وہ ہتھیار ڈال دیں گے اور نہ ان کے وہم وخیال میں تھا کہ مٹھی بھر بے سروسامان لوگ ان پر اس طرح سے چڑھ آئیں گے۔ وہ اسی گمان میں تھے کہ مسلمان (جن کے سروں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے) ہمارے قلعوں تک پہنچنے کا حوصلہ نہ کرسکیں گے اور اس طرح گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بچ نکلیں گے مگر انہوں نے دیکھ لیا کہ کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ روک سکی۔

فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا

پھر پہنچا ان پر اللہ تعالیٰ (کا حکم اور عذاب) جہاں سے ان کا خیال تک نہ تھا۔

❶ ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کا حکم وہاں سے پہنچا جہاں سے ان کو خیال وگمان بھی نہ تھا یعنی دل کے اندر سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا۔

❷ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے قتال کا حکم دے دیا انہیں اس چیز کا گمان نہیں تھا۔

❸ یہ طاقتور لوگ کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر نکالے گئے جس کا انہیں گمان تک نہیں تھا کہ ایسا بھی کبھی ہو سکتا ہے۔

وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا

رعب وہ ہتھیار ہے جو سیدھا دلوں پر لگتا ہے عربی زبان میں توپ کے گولے کو بھی قذیفہ کہتے ہیں مگر رعب کا گولہ توپ کے گولے سے زیادہ مہلک اور مؤثر ہوتا ہے۔ یہ رعب ان کے دلوں پر ان کے سردار کعب بن اشرف کے قتل سے پڑا وقذف فی قلوبهم الرعب بقتل سیدهم کعب بن اشرف۔ (القرطبی)

"یہ یہودی ایک تو پہلے ہی اپنے سردار کعب بن اشرف کے ناگہانی قتل سے مرعوب وخوفزدہ ہو رہے اب مسلمانوں کے اچانک حملہ نے رہے سہے حواس بھی کھو دیئے۔" (عثمانی)

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ: وہ اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔

یہ یا تو انکے جلاوطن ہونے اور شکست کھا کر نکلنے کے وقت کی منظر کشی ہے یہ یہودی اس حسد سے کہ مسلمان ان

❸ یہ طاقتور لوگ کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر نکالے گئے جس کا انہیں گمان تک نہیں تھا کہ ایسا بھی کبھی ہوسکتا ہے۔

وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا

رعب وہ ہتھیار ہے جو سیدھا دلوں پر لگتا ہے عربی زبان میں توپ کے گولے کو بھی قذیفہ کہتے ہیں مگر رعب کا گولہ توپ کے گولے سے زیادہ مہلک اور مؤثر ہوتا ہے۔ یہ رعب ان کے دلوں پر ان کے سردار کعب بن اشرف کے قتل سے پڑا او وقذف فی قلوبهم الرعب بقتل سيدهم كعب بن اشرف۔ (القرطبی)

''یہ یہودی ایک تو پہلے ہی اپنے سردار کعب بن اشرف کے ناگہانی قتل سے مرعوب وخوفزدہ ہو رہے اب مسلمانوں کے اچانک حملے نے رہے سہے حواس بھی کھو دیئے۔'' (عثمانی)

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ: وہ اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔

یہ یا تو انکے جلاوطن ہونے اور شکست کھا کر نکلنے کے وقت کی منظر کشی ہے یہ یہودی اس حسد سے کہ مسلمان ان کے گھروں میں نہ رہیں جاتے وقت اپنے مکانات خود گرا رہے تھے اور ان مکانات میں لکڑی اور لوہے وغیرہ کی جو چیزیں لگی تھیں وہ اپنے ساتھ اُکھاڑ کر لے جا رہے تھے، کڑی، تختے، کواڑ، میخیں وغیرہ۔

تفسیر عثمانی میں ہے ۔

یعنی حرص اور غیظ وغضب کے جوش میں مکانوں کے کڑی، تختے، کواڑ اکھاڑنے لگے تا کہ جو کوئی چیز جو ساتھ لے جا سکتے ہیں رہ نہ جائے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ (عثمانی)

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے مکانات بہت خوبصورت بنے ہوئے تھے وہ اس حسد میں کہ مسلمان ان میں نہ رہیں ان کو اندر سے گرا رہے تھے اور مسلمان باہر سے ان کو گرا رہے تھے۔ (قرطبی)

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان کے ساتھ ہونے والے جہاد کی منظر کشی ہے۔ مسلمان ان کے مکانات گرا رہے تھے تا کہ میدان جہاد کشادہ ہو جائے پھر جب مسلمان کسی مکان کو گراتے تو یہودی اس کے پچھلے حصے کو توڑ کر اس کے بعد والے مکان میں مورچہ سنبھال لیتے اور مکان سے مسلمانوں پر پتھراؤ کرتے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مکانات گرا رہے تھے تا کہ ان کے ملبے سے راستہ بند ہو جائے اور مسلمان آگے پیش قدمی نہ کر سکیں۔

وقال ابن عباس: كانوا كلما ظهر المسلمون علىٰ دار من دورهم هدموها ليتسع موضع القتال وهم ينقبون دورهم من ادبار ها الى التى بعد ها يتحصنوا فيها ويرموابالتى اخرجوا منها المسلمين وقيل ليسد وا بها ازقتهم۔ (القرطبی)

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مکان برباد کئے اپنے معاہدے اور وعدے توڑ کر اور

مسلمانوں نے ان کے گھر ویران کئے ان کے خلاف جہاد کر کے۔

يخربون بيوتهم بنقض المواعيد وايدى المومنين بالمقاتلة قاله الزهرى ايضا۔ (القرطبی)

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

عبرت حاصل کرو اے آنکھوں والو۔

اس کا مطلب ''خلاصہ'' میں بیان کر دیا گیا ہے۔ (القرطبی، البغوی، حقانی، عثمانی، المدارک)

جلاوطن کرنے کا حکم

اہل علم فرماتے ہیں کہ حربی کافروں کو اس طرح سے جلاوطن کرنا کہ ان کو اپنا مال اسباب لیکر اس علاقے سے جانے دیا جائے، نہ ان کو غلام بنایا جائے اور نہ جزیہ مقرر کر کے ذمی بنایا جائے یہ ابتدائے اسلام میں تھا، اب مسلمانوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اگر طاقت رکھتے ہوں تو کفار سے قتال کریں یہاں تک کہ وہ یا تو مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں یا ان کو قید کر کے غلام بنا لیا جائے۔ اور اسکی دلیل سورۃ التوبہ آیت ۲۹ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ اور سورۃ التوبہ آیت ۵ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ لیکن اگر مسلمانوں میں

مسلمانوں نے ان کے گھر ویران کئے ان کے خلاف جہاد کر کے۔

یخربون بیوتھم بنقض المواعید وایدی المومنین بالمقاتلة قاله الزهری ایضا۔(القرطبی)

فَاعْتَبِرُوْا يَاُولِي الْاَبْصَارِ

عبرت حاصل کرو اے آنکھوں والو۔

اس کا مطلب ''خلاصہ'' میں بیان کر دیا گیا ہے۔ (القرطبی، البغوی، حقانی، عثمانی، المدارک)

جلاوطن کرنے کا حکم

اہل علم فرماتے ہیں کہ حربی کافروں کو اس طرح سے جلاوطن کرنا کہ ان کو اپنا مال اسباب لیکر اس علاقے سے جانے دیا جائے، نہ ان کو غلام بنایا جائے اور نہ جزیہ مقرر کر کے ذمی بنایا جائے یہ ابتدائے اسلام میں تھا، اب مسلمانوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اگر طاقت رکھتے ہوں تو کفار سے قتال کریں یہانتک کہ وہ یا تو مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں یا ان کو قید کر کے غلام بنالیا جائے۔ اور اسکی دلیل سورۃ التوبہ آیت ۲۹ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور سورۃ التوبہ آیت ۵ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ لیکن اگر مسلمانوں میں اتنی طاقت نہ ہو کہ قتال کر کے ان کو اسلام پر یا ذمی بننے پر لا سکیں تو پھر انہیں جلاوطن کرنا جائز ہے۔

ملاحظہ فرمایئے احکام القرآن للجصاص اور تفسیر قرطبی:۔

قال الکیا الطبری: ومصالحة اهل الحرب علی الجلاء من دیارهم من غیر شئ لایجوز الآن وانما کان ذلك فی اول الاسلام ثم نسخ والآن لابد من قتالهم او سبیهم او ضرب الجزیة علیهم۔(القرطبی)

ایک عسکری نکتہ

اکثر مفسرین حضرات نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی دشمنانِ اسلام کے لئے ایک خاص رعب عطاء فرمایا تھا۔

صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

نصرت بالرعب بین یدی مسیرة شهر۔

کہ اللہ تعالیٰ نے میری نصرت فرمائی ہے اس رعب کے ذریعہ جو ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں پر طاری ہو جاتا ہے۔ یہاں تو بنونضیر والے بہت قریب تھے اس لئے ان پر رعب پڑنا ایک ظاہری بات ہے لیکن اس وقت بنونضیر پر جو رعب پڑا اسکی ایک بڑی وجہ ان کے سردار کعب بن اشرف کا قتل بھی ہے کعب بن اشرف نے مشرکین کے ساتھ ملاقاتیں کر کے مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور بدعہدی شروع کر رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خصوصی کارروائی کے ذریعہ اس کا قصہ ختم فرما دیا حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے تین

ساتھیوں کے ہمراہ گوریلا کارروائی فرمائی اور کعب بن اشرف کا فتنہ کاٹ پھینکا۔ یہ اچانک اور منظم کارروائی خوف کی ٹھنڈی ہوا بن کر یہودیوں کے دلوں میں گھس گئی اور وہ اتنی طاقت اور اسلحے کے باوجود لڑائی میں کھڑے نہ ہو سکے۔ پس مسلمانوں کو اس کارروائی سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور اس طرح کی کارروائیوں کے ذریعے دشمنان اسلام کی صفوں پر خوف اور رعب کی بجلی گرانی چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

جہاد کی منظر کشی

جہاد کا عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبوب ہے، قرآن پاک کئی مقامات پر جہادی معرکوں کی خوبصورت منظر کشی فرماتا ہے، ان آیات میں بھی یہ منظر کشی موجود ہے۔ یہودیوں کی بظاہر ناقابل تسخیر طاقت، مسلمان سوچ ہی نہیں سکتے تھے کہ کبھی اُن کو یہاں سے نکالیں گے۔ یہودیوں کے مضبوط قلعے، جن میں بیٹھ کر وہ خود کو تقدیر کے فیصلوں سے بھی محفوظ سمجھ رہے تھے، مسلمانوں کا اچانک حملہ، یہودیوں پر خوف اور رعب کی سراسیمگی، گرتے اور اُجڑتے ہوئے مکانات، عبرت کے مناظر، صدیوں سے آباد یہودیوں کے حسرت بھرے قافلے اور مسلمانوں کے لئے مال فئے کے انبار۔ کاش مسلمان ان آیات کی روشنی میں ''اپنے حسین ماضی'' کی ایک جھلک دیکھیں اور اپنے ''حال'' کو بہتر بنائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

علیہ وسلم نے ایک عسکری کارروائی کے ذریعہ اس کا قصہ تمام فرمادیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے تین

ساتھیوں کے ہمراہ گوریلا کارروائی فرمائی اور کعب بن اشرف کا فتنہ کاٹ پھینکا۔ یہ اچانک اور منظم کارروائی خوف کی ٹھنڈی ہوا بن کر یہودیوں کے دلوں میں گھس گئی اور وہ اتنی طاقت اور اسلحے کے باوجود لڑائی میں کھڑے نہ ہوسکے۔ پس مسلمانوں کو اس کارروائی سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور اس طرح کی کارروائیوں کے ذریعے دشمنان اسلام کی صفوں پر خوف اور رعب کی بجلی گرانی چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

جہاد کی منظر کشی

جہاد کا عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبوب ہے، قرآن پاک کئی مقامات پر جہادی معرکوں کی خوبصورت منظر کشی فرماتا ہے، ان آیات میں بھی یہ منظر کشی موجود ہے۔ یہودیوں کی بظاہر ناقابل تسخیر طاقت، مسلمان سوچ ہی نہیں سکتے تھے کہ کبھی اُن کو یہاں سے نکالیں گے۔ یہودیوں کے مضبوط قلعے، جن میں بیٹھ کر وہ خود کو تقدیر کے فیصلوں سے بھی محفوظ سمجھ رہے تھے، مسلمانوں کا اچانک حملہ، یہودیوں پر خوف اور رعب کی سراسیمگی، گرتے اور اُجڑتے ہوئے مکانات، عبرت کے مناظر، صدیوں سے آباد یہودیوں کے حسرت بھرے قافلے اور مسلمانوں کے لئے مال فئے کے انبار۔ کاش مسلمان ان آیات کی روشنی میں ''اپنے حسین ماضی'' کی ایک جھلک دیکھیں اور اپنے ''حال'' کو بہتر بنائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

غزوہ بنی نضیر ربیع الاوّل ۴ھ

غزوہ بنی نضیر ربیع الاوّل ۴ھ

غزوہ بنی نضیر

غزوہ بنی نضیر ربیع الاوّل ۴ھ

تاریخ غزوہ

یہ بنی نضیر مدینے کے یہودیوں کا ہی ایک خاندان تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ بنی نضیر خیبر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا اور ان کی بستی کو زہرہ کہا جاتا تھا۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۴ھ میں پیش آیا۔ ایک قول ہے کہ یہ غزوہ احد سے پہلے کا واقعہ ہے اور راوی کے مطابق امام بخاریؒ کا قول بھی یہی ہے۔ مگر علامہ ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ غزوہ بنی نضیر کو غزوہ احد کے بعد ذکر کرنا ہی درست اور صحیح ترتیب ہے جیسا کہ ابن اسحاقؒ وغیرہ نے کہا ہے جو غزوات کے علم میں امام ہے۔

اس غزوہ کا سبب

عمرو بن امیہ ضمریؓ جب بیر معونہ سے مدینہ واپس ہوئے تو راستہ میں بنی عامر کے دو مشرک ساتھ ہو لئے مقام قناۃ میں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جب یہ دونوں شخص سو گئے تو عمرو بن امیہؓ نے یہ سمجھ کر کہ اس قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل نے ستر مسلمان شہید کئے ہیں، سب کا انتقام تو فی الحال دشوار ہے بعض ہی کا انتقام اور بدلہ لے لوں اس لئے ان دونوں کو قتل کر ڈالا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا ان لوگوں سے عہد اور پیمان تھا مگر عمرو بن امیہؓ کو اس کی خبر نہ تھی

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول ۴ھ

تاریخ غزوہ

یہ بنی نضیر مدینے کے یہودیوں کا ہی ایک خاندان تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ بنی نضیر خیبر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا اور ان کی بستی کو زہرہ کہا جاتا تھا۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۴ھ میں پیش آیا۔ ایک قول ہے کہ یہ غزوہ احد سے پہلے کا واقعہ ہے اور راوی کے مطابق امام بخاریؒ کا قول بھی یہی ہے۔ مگر علامہ ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ غزوہ بنی نضیر کو غزوہ احد کے بعد ذکر کرنا ہی درست اور صحیح ترتیب ہے جیسا کہ ابن اسحاقؒ وغیرہ نے کہا ہے جو غزوات کے علم میں امام ہے۔

اس غزوہ کا سبب

عمرو بن امیہ ضمریؓ جب بیر معونہ سے مدینہ واپس ہوئے تو راستہ میں بنی عامر کے دو مشرک ساتھ ہو لئے مقام قناۃ میں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جب یہ دونوں شخص سو گئے تو عمرو بن امیہؓ نے یہ سمجھ کر کہ اس قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل نے ستر مسلمان شہید کئے ہیں، سب کا انتقام تو فی الحال دشوار ہے بعض ہی کا انتقام اور بدلہ لے لوں اس لئے ان دونوں کو قتل کر ڈالا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا ان لوگوں سے عہد اور پیمان تھا مگر عمرو بن امیہؓ کو اس کی خبر نہ تھی مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے تو ہمارا عہد اور پیمان تھا ان کی دیت اور خون بہا دینا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے ان دونوں شخصوں کی دیت روانہ فرمائی۔

بنی نضیر بھی چونکہ بنی عامر کے حلیف تھے اس لئے از روئے معاہدہ دیت کا کچھ حصہ بنی نضیر کے ذمہ بھی واجب الادا تھا اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ اس دیت میں اعانت اور امداد لینے کی غرض سے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف اور سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادہؓ وغیرہم آپ کے ہمراہ تھے آپ جا کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

بنو نضیر نے بظاہر نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور خون بہا میں شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا لیکن اندرونی طور پر یہ مشورہ کیا کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دے تاکہ نصیب دشمناں آپ دب کر مر جائیں سلام بن مشکم نے کہا:

لاتفعلوا، والله ليخبره ربه وانه لنقض العهد الذى بيننا وبينه

ایسا ہرگز نہ کرو خدا کی قسم اس کا رب اس کو خبر کر دے گا نیز یہ بدعہدی ہے۔

چنانچہ کچھ دیر نہ گزری کہ جبرائیل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور آپ کو ان کے مشورہ سے مطلع کر دیا۔ آپ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر مدینہ تشریف لے آئے اور آپ وہاں سے اس طرح اٹھے جیسا کہ کوئی ضرورت کے لئے اٹھتا ہو اور صحابہؓ وہیں بیٹھے رہے یہود کو جب آپ کے چلے جانے کا علم ہوا تو بہت نادم ہوئے کنانہ بن صوریا یہودی نے کہا تم کو

معلوم نہیں کہ محمد ﷺ کیوں اٹھ کر چلے گئے خدا کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا بخدا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں مدینہ آئے آپ نے یہود کی غداری سے مطلع فرمایا۔ بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ بنو نضیر نے ایک اور غداری اور عیاری کی کہ آنحضرت ﷺ کو یہ پیام بھیجا کہ آپ تین آدمی اپنے ہمراہ لائیں ہمارے تین عالم آپ سے گفتگو کریں گے اگر وہ ایمان لے آئے تو ہم بھی ایمان لے آئیں گے اور اندرونی طور پر ان تین عالموں کو یہ ہدایت کر دی کہ ملاقات کے وقت اپنے کپڑوں میں خنجر چھپا کر لے جائیں تاکہ موقع پا کر آپ کو قتل کر دیں مگر آپ کو ایک ذریعہ سے ان کی اس چالاکی اور عیاری کا ملاقات سے پہلے ہی علم ہو گیا۔ (رواہ ابن مردویہ باسناد صحیح) غرض یہ کہ بنو نضیر کی متعدد غداریوں اور عیاریوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان پر حملہ کا حکم دیا۔

ایک قول ہے کہ اس موقعہ پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یاایها الذین اٰمنوا اذکروا نعمت الله علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم۔ (المائدۃ ۱۱)

معلوم نہیں کہ محمد ﷺ کیوں اٹھ کر چلے گئے خدا کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا بخدا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں مدینہ آئے آپ نے یہود کی غداری سے مطلع فرمایا۔ بنونضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ بنونضیر نے ایک اور غداری اور عیاری کی کہ آنحضرت ﷺ کو یہ پیام بھیجا کہ آپ تین آدمی اپنے ہمراہ لائیں ہمارے تین عالم آپ سے گفتگو کریں گے اگر وہ ایمان لے آئے تو ہم بھی ایمان لے آئیں گے اور اندرونی طور پر ان تین عالموں کو یہ ہدایت کر دی کہ ملاقات کے وقت اپنے کپڑوں میں خنجر چھپا کر لے جائیں تا کہ موقع پا کر آپ کو قتل کر دیں مگر آپ کو ایک ذریعہ سے ان کی اس چالاکی اور عیاری کا ملاقات سے پہلے ہی علم ہو گیا۔ (رواہ ابن مردویہ باسناد صحیح) غرض یہ کہ بنونضیر کی متعدد غداریوں اور عیاریوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان پر حملہ کا حکم دیا۔

ایک قول ہے کہ اس موقعہ پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یاایھا الذین اٰمنوا اذکرو نعمت اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطو الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم۔ (المائدۃ ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر نہ چلنے دیا۔

یہود کو جلاوطنی کا حکم

ادھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے مدینے پہنچنے کے بعد حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا:

''میرے شہر یعنی مدینے سے نکل جاؤ (کیونکہ شہر مسلمانوں کی علمبرداری میں تھا) تم لوگ اب میرے شہر میں نہیں رہ سکتے۔ اس لئے کہ تم نے جو کچھ منصوبہ بنایا تھا وہ غداری تھی''۔

منافقوں کی طرف سے یہود کو سہارا

آنحضرت ﷺ کا یہ حکم پہنچنے کے بعد بنی نضیر کے یہودیوں نے مدینہ سے جلاوطنی کی تیاری شروع کر دی اور اونٹوں کا انتظام کرنے لگ گئے مگر اسی وقت منافقین نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے گھربار اور وطن چھوڑ کر ہرگز کہیں مت جاؤ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم سے جنگ کی نوبت آئی تو ہم تمہاری مدد کو آئیں گے اور اگر تم لوگوں کو یہاں سے نکلنے اور جلاوطن ہونے پر ہی مجبور ہونا پڑا تو ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

ابن اُبی کی طرف سے مدد کا وعدہ

یہودیوں کو روکنے میں سب سے پیش پیش منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی ابن سلول تھا۔ اس نے یہودیوں کو پیغام بھیجا۔ اپنے گھروں کو چھوڑ کر ہرگز کہیں مت جاؤ بلکہ اپنی حویلیوں میں جمے رہو۔ میرے ساتھ دو ہزار جاں باز موجود ہیں

جن میں میری قوم کے لوگ بھی ہیں اور عرب کے دوسرے قبائل بھی ہیں وہ لوگ وقت پر تمہاری حویلیوں میں تمہارے ساتھ آملیں گے اور آخر دم تک تمہارے لئے جنگ کریں گے۔ تم پر آنچ آنے سے پہلے وہ اپنی جانیں پیش کریں گے۔ اسی طرح بنی قریظہ کے لوگ اور قبیلہ غطفان میں ان کے حلیف یعنی دوست بھی تمہاری طرف مدد کا ہاتھ بڑھاتے ہیں''۔

یہود کو ڈھارس اور جلاوطنی سے انکار

ابن ابی کا یہ پیغام ملنے پر بنی نضیر کو زبردست ڈھارس بندھی اور انہوں نے جلاوطنی کا ارادہ ختم کر دیا ساتھ ہی انہوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس یہ کہلایا ''ہم اپنا وطن ہرگز نہیں چھوڑیں گے، آپ کا جو دل چاہے کر دیکھئے''۔

یہ پیغام سن کر رسول اللہ ﷺ نے کلمہ تکبیر بلند فرمایا اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہود برسرپیکار ہو چکے ہیں۔

ابن مشکم کی حیی کو فہمائش

ادھر اس سرکشی میں جو شخص یہودیوں کی سربراہی کر رہا تھا وہ حیی ابن اخطب تھا جو ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ تھا اور بنی نضیر کے ایک دوسرے سردار یعنی سلام بن مشکم نے حیی کو اس سرکشی سے روکا اور کہا:

''حیی! خدا کی قسم اپنے سرکش ارادہ سے باز رہو کیونکہ ابی کی بات اور وعدے کا کوئی بھروسہ نہیں ہے وہ صرف چاہتا

جن میں میری قوم کے لوگ بھی ہیں اور عرب کے دوسرے قبائل بھی ہیں وہ لوگ وقت پر تمہاری حویلیوں میں تمہارے ساتھ آملیں گے اور آخر دم تک تمہارے لئے جنگ کریں گے۔ تم پر آنچ آنے سے پہلے وہ اپنی جانیں پیش کریں گے۔ اسی طرح بنی قریظہ کے لوگ اور قبیلہ غطفان میں ان کے حلیف یعنی دوست بھی تمہاری طرف مدد کا ہاتھ بڑھاتے ہیں"۔

یہود کو ڈھارس اور جلاوطنی سے انکار

ابن ابی کا یہ پیغام ملنے پر بنی نضیر کو زبردست ڈھارس بندھی اور انہوں نے جلاوطنی کا ارادہ ختم کر دیا ساتھ ہی انہوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس یہ کہلایا "ہم اپنا وطن ہرگز نہیں چھوڑیں گے، آپ کا جو دل چاہے کر دیکھئے"۔

یہ پیغام سن کر رسول اللہ ﷺ نے کلمہ تکبیر بلند فرمایا اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہود برسرِ پیکار ہو چکے ہیں۔

ابن مشکم کی حیی کو فہمائش

ادھر اس سرکشی میں جو شخص یہودیوں کی سربراہی کر رہا تھا وہ حیی ابن اخطب تھا جو ام المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ تھا اور بنی نضیر کے ایک دوسرے سردار یعنی سلام بن مشکم نے حیی کو اس سرکشی سے روکا اور کہا:

"حیی! خدا کی قسم اپنے سرکش ارادہ سے باز رہو کیونکہ ابی کی بات اور وعدے کا کوئی بھروسہ نہیں ہے وہ صرف چاہتا ہے کہ تمہیں محمد ﷺ سے لڑا کر ہلاکت میں ڈال دے اور خود گھر بیٹھ کر تماشہ دیکھے۔ دیکھتے نہیں اس نے بنی قریظہ کے سردار کعب ابن اسد قرظی کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ بنی قریظہ کے لوگوں کو اس موقعہ پر تمہاری یعنی بنی نضیر کے یہودیوں کی مدد کرنی چاہیے مگر کعب نے جواب دے دیا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص بھی مسلمانوں کے ساتھ کئے ہوئے اپنے معاہدے کو نہیں توڑے گا۔ اس پر وہ بنی قریظہ سے مایوس ہو گیا۔ جیسا وعدہ اس نے تم سے کیا ہے ایسا ہی وعدہ بنی قینقاع کے اپنے حلیفوں سے بھی کیا تھا (چنانچہ بنی قینقاع کے لوگ اس کی باتوں میں آ گئے اور) انہوں نے محمد ﷺ سے بھی جنگ کی اور معاہدہ توڑ کر اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا اور ابن ابی اور اس کی مدد کا انتظار کرنے لگے مگر وہ اپنے گھر میں چھپا بیٹھا رہا اور محمد ﷺ اپنا لشکر لے کر بنی قینقاع کی سرکوبی کے لیے پہنچ گئے یہاں تک کہ محمد ﷺ کے حکم پر بنی قینقاع کو جلاوطنی اختیار کرنی پڑی۔ اب خود سوچ لو جب ابن ابی نے ان لوگوں کی مدد نہیں کی جو اس کے حلیف اور دوست تھے اور جو دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے تھے تو ہم ان لوگوں میں ہیں جو ہمیشہ سے قبیلہ اوس کی حمایت میں قبیلہ خزرج سے لڑتے آ رہے ہیں"۔

مگر حیی آنحضرت ﷺ سے جنگ کرنے پر تلا رہا ادھر بنی نضیر کے یہودیوں نے اس سے کہا: "ہمارا معاملہ تمہارے تابع ہے ہم کسی حال میں بھی تمہاری مخالفت نہیں کریں گے"۔

مسلمانوں کا بنی نضیر کی طرف کوچ

چنانچہ حیی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ پیغام بھیج دیا کہ ہم اپنا وطن ہرگز نہیں چھوڑیں گے اس لئے جو تمہارے

جی میں آئے کر دیکھو۔ اس پیغام پر مسلمان جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے۔ جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے بنی نضیر کے مقابلے کے لئے کوچ فرمایا اس موقع پر آپ ﷺ نے مدینے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ جنگی پرچم حضرت علی بن ابو طالبؓ نے اٹھایا۔ آنحضرت ﷺ لشکر کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ شام کے قریب آپ ﷺ نے بنی نضیر کی بستی میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور ان کے چوک میں عصر کی نماز ادا فرمائی۔ ادھر یہودی اپنی حویلیوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور چھتوں پر سے تیر اور پتھر برسانے لگے۔

یہود کا محاصرہ

مسلمانوں نے رات اسی حالت میں گزاری کہ وہ یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بار بار نعرہ تکبیر بلند کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کا اجالا ہونے لگا۔ حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ ان دس صحابہ کے ساتھ واپس لشکرگاہ میں تشریف لے آئے جن کے ساتھ گئے تھے اور آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے لئے ایک قبہ بنا دیں۔ یہ قبہ لکڑی کا تھا اور اس پر اونی کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ اس قبہ میں قیام فرما ہوئے۔

تمہارے تابع ہے ہم کسی حال میں بھی تمہاری مخالفت نہیں کریں گے"۔

مسلمانوں کا بنی نضیر کی طرف کوچ

چنانچہ حیی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ پیغام بھیج دیا کہ ہم اپنا وطن ہرگز نہیں چھوڑیں گے اس لئے جو تمہارے

جی میں آئے کر دیکھو۔ اس پیغام پر مسلمان جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے ۔ جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے بنی نضیر کے مقابلے کے لئے کوچ فرمایا اس موقع پر آپ ﷺ نے مدینے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ جنگی پرچم حضرت علی بن ابو طالبؓ نے اٹھایا۔ آنحضرت ﷺ لشکر کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ شام کے قریب آپ ﷺ نے بنی نضیر کی بستی میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور ان کے چوک میں عصر کی نماز ادا فرمائی۔ ادھر یہودی اپنی حویلیوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور چھتوں پر سے تیر اور پتھر برسانے لگے۔

یہود کا محاصرہ

مسلمانوں نے رات اسی حالت میں گزاری کہ وہ یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بار بار نعرہ تکبیر بلند کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کا اجالا ہونے لگا۔ حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ ان دس صحابہ کے ساتھ واپس لشکر گاہ میں تشریف لے آئے جن کے ساتھ گئے تھے اور آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے لئے ایک قبہ بنا دیں۔ یہ قبہ لکڑی کا تھا اور اس پر اونی کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ اس قبہ میں قیام فرما ہوئے۔

قبہ پر غزول کی تیر اندازی

یہودیوں میں ایک شخص تھا جس کا نام غزول تھا۔ یہ شخص نہایت بہترین اور پرزور تیر انداز تھا۔ اس کا پھینکا ہوا تیر دوسروں سے کہیں دور تک جاتا تھا۔ (چنانچہ اس نے حویلی کی چھت پر سے ایک تیر چلایا) جو آنحضرت ﷺ کے اس قبہ تک پہنچا اس پر آنحضرت ﷺ نے قبہ کو وہاں سے ہٹا کر دوسری جگہ نصب کرانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ صحابہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

اسی دوران ایک رات حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر میں غائب پائے گئے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! علیؓ کہیں نظر نہیں آ رہے ہیں"

آپ نے فرمایا:۔

"ان کی فکر نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے ہی ایک کام سے گئے ہیں"۔

غزول کا سر نیزۂ حیدری پر

اس کے بعد تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس شخص کا سر لئے ہوئے آئے جس کا نام غزول تھا اور جس کا تیر رسول اللہ ﷺ کے قبہ تک پہنچا تھا۔ حضرت علیؓ اس وقت غزول کی گھات میں بیٹھ گئے تھے جب وہ مسلمانوں کے کسی بڑے سردار کو مارنے کے لئے چلا تھا اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اس دستے کے ساتھ وہ کسی بڑے مسلمان کے قتل کی فکر میں تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ سب فرار ہو گئے۔

اسلامی دستہ یہود کی تلاش میں

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دس آدمیوں کی ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل ابن حنیف رضی اللہ عنہ بھی تھے ان لوگوں نے اس جماعت کو جا پکڑا جو غزول کے ساتھ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ گئی تھی ان لوگوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔

بنی نضیر کے باغات کاٹنے کا حکم

غرض جب یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے مسلمانوں کو چھ راتیں گزر گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے باغات کاٹ ڈالے جائیں اور انہیں جلا دیا جائے ایک قول ہے کہ یہ حکم پندرہ دن تک محاصرہ کرنے کے بعد دیا گیا۔ ایک قول بیس رات ایک قول تیس رات اور ایک قول پچیس رات کا بھی ہے۔

کے قتل کی فکر میں تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ سب فرار ہو گئے۔

اسلامی دستہ یہود کی تلاش میں

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دس آدمیوں کی ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل ابن حنیف رضی اللہ عنہ بھی تھے ان لوگوں نے اس جماعت کو جا پکڑا جو غزول کے ساتھ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ گئی تھی ان لوگوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔

بنی نضیر کے باغات کاٹنے کا حکم

غرض جب یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے مسلمانوں کو چھ راتیں گزر گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے باغات کاٹ ڈالے جائیں اور انہیں جلا دیا جائے ایک قول ہے کہ یہ حکم پندرہ دن تک محاصرہ کرنے کے بعد دیا گیا۔ ایک قول بیس رات ایک قول تیس رات اور ایک قول پچیس رات کا بھی ہے۔

کھجوریں کٹنے پر یہود کی آہ وبکا

غرض جب مسلمانوں نے بنی نضیر کے باغات میں عجوہ کھجوروں کی فصل کاٹنی شروع کی تو یہودی عورتوں نے مارے رنج وغم کے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اپنے منہ نوچ ڈالے اور رو رو کر واویلا کرنے لگیں اور وہ چند درخت جو جلائے گئے اس مقام پر تھے جو بویرہ کے نام سے مشہور تھا۔ جس کو یہاں حفرہ یعنی گڑھا کہا جاتا ہے۔ نیز اس کو بولہ بھی کہا جاتا ہے۔

غرض مسلمانوں کو باغات کاٹتے اور جلاتے دیکھ کر یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر کہا۔

یہود کی طرف سے امن وانصاف کی دہائی

"اے محمد ایک روایت میں یوں ہے کہ اے ابوالقاسم! آپ تو فساد سے منع کیا کرتے تھے اور جو کوئی کرتا تھا اسے برا کہا کرتے تھے اب یہ باغات کیوں کاٹ اور جلا رہے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ۔ پھر اب یہ فساد خود کیوں پھیلا رہے ہو۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ۔" اے محمد! آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ آپ صلاح اور امن کے لئے آئے ہیں۔ کیا باغات کاٹنا بھی آپ کی امن پسندی میں شامل ہے اور جس کلام کے متعلق آپ کا دعویٰ ہے کہ وہ آپ پر نازل ہوتا ہے کیا اس میں بھی یہ ہے کہ روئے زمین پر فساد پھیلاؤ۔" تم تو فساد کو ناپسندیدہ چیز قرار دیتے ہو۔ پھر خود یہی فساد کیوں پھیلا رہے ہو"۔

جواب میں وحی کا نزول

یہودیوں کی ان باتوں کی وجہ سے بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ خیال اثر کرنے لگا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ

(پ ۲۸ سورۃ حشر ع ۱ آیت ۵)

ترجمہ: جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو جگہ پر کھڑا رہنے دیا سو دونوں باتیں اللہ تعالیٰ ہی کے حکم اور رضا کے موافق ہیں اور تا کہ کافروں کو ذلیل کرے۔!

(ی) کیونکہ یہودیوں کے قول کے مطابق مسلمانوں کا یہ فعل فساد تھا (تو اُن کو جواب دے دیا گیا)۔ بعض علماء نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ تمام باغات اور درخت جو مسلمانوں نے کاٹے یا جلائے ان کی تعداد چھ تھی۔

ابن ابی کی یہود کو یقین دہانیاں

ادھر منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی ابن سلول برابر بنی نضیر کے پاس پیغام بھیجتا رہا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر ڈٹے رہو اور مقابلہ کرتے رہو کیونکہ اگر تم نے جنگ جاری رکھی تو ہم بھی تمہاری حمایت میں لڑیں گے اور تم یہاں سے نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔

ابن ابی کی دغابازی

عبداللہ ابن ابی کے اس وعدہ میں اس کی قوم کے کچھ لوگ اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ یہودی ابن ابی کے وعدہ پر

جائیں کہ ان کے جلاوطن ہوجانے کے بعد ان مکانوں کو مسلمان آباد کرسکیں۔

جلاوطنی کا عبرتناک منظر

غرض بنی نضیر کے لوگ اس شان سے مدینے سے جلاوطنی کے لئے نکلے کہ مدینے کی سڑکیں ان سے بھر گئیں۔ لوگ سڑکوں پر دونوں طرف کھڑے ہوئے اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور یہودی قطار اندر قطار گزر رہے تھے۔ سلام بن ابوالحقیق نے اونٹ کی کھال کا ایک تھیلا اٹھا رکھا تھا۔ ایک قول ہے کہ بیل کی کھال کا اور ایک قول کے مطابق گدھے کی کھال کا تھا جو زیورات سے بھرا ہوا تھا اور سلام پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ یہ مال و متاع ہم نے سرد و گرم حالات کے لئے جمع کر رکھا تھا اور جہاں تک باغات کے ہاتھ سے جانے کا تعلق ہے تو باغات ہمیں خیبر میں بھی مل جائیں گے۔ منافقوں کو بنی نضیر کے جلاوطن ہوجانے پر زبردست رنج و صدمہ تھا۔

یہود کی دولت

یہ تمام مال و دولت اور سونا چاندی اس سودی کاروبار کا تھا جو وہ مکے کے اور دوسرے عربوں سے کرتے تھے۔ یہ تمام دولت ابوالحقیق کی اولاد کے پاس رہا کرتی تھی۔ آگے غزوہ خیبر کے بیان میں آئے گا کہ آنحضرت ﷺ نے اسی مال و دولت کو ساز و سامان اور خزانہ کے لفظ سے تعبیر فرمایا تھا اور اسی دولت کی وجہ سے ابوالحقیق کے دو بیٹے قتل ہوئے کیونکہ انہوں نے اس خزانہ کو آنحضرت ﷺ سے بچانے کے لئے کہیں چھپا دیا تھا۔

مدینے کے بعد خیبر میں یہود کا مسکن

غرض بنی نضیر کے یہ یہودی مدینے سے جلاوطن ہوکر کچھ تو خیبر میں جا بسے ان میں یہودیوں کے بڑے اور سرکردہ لوگ تھے جیسے حیی ابن اخطب، سلام ابن ابوالحقیق اور کنانہ ابو ربیع ابن ابوالحقیق وغیرہ۔ جب یہ لوگ خیبر پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنے قدم جمانے کے لئے قرضے وغیرہ دیئے۔

بنی نضیر کے متعلق سورت قرآنی

بنی نضیر کے متعلق حق تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت ابن عباسؓ تو اس سورت کو سورۂ بنی نضیر ہی کہا کرتے تھے جیسا کہ بخاری میں ہے۔ علامہ سبکیؒ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ سورۂ حشر بنی نضیر کے معاملے میں ہی نازل ہوئی تھی۔

یہود کا اولین حشر

موسیٰ ابن عقبہؒ نے لکھا ہے کہ ان یہودیوں کو جب سے یہ یہاں آباد ہوئے تھے کبھی جلاوطنی سے دوچار نہیں ہونا پڑا تھا اسی لئے ان کے اس حشر و انجام کو اولین حشر کہا گیا اور وہ حشر ان کی جلاوطنی اور گھر سے بے گھر ہونا تھا۔ مگر ایک قول کے مطابق حشر سے مراد میدان محشر ہے کیونکہ جب ان کو مدینے سے نکلنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا تھا۔

''اے محمد! ہم آخر کہاں نکل جائیں؟''۔ آپ نے فرمایا۔ ''حشر یعنی میدان محشر کی طرف!''۔

دوسرا حشر

غرض یہ ان کا اولین حشر تھا اور ان کا دوسرا حشر آگ ہوگا جو (قیامت کے قریب) عدن سے پھوٹے گی جس کے نتیجہ میں یہ لوگ (بدحواس ہوکر) بھاگیں گے اور اس مقام پر جمع ہوں گے جہاں قیامت میں حساب کتاب کا انتظار ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ ان کا دوسرا حشر حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھوں ظاہر ہوا تھا کہ آپ نے ان لوگوں کو خیبر سے بھی جلاوطن کر کے تیماء اور اریحاء کے علاقوں کی طرف دھکیل دیا تھا جیسا کہ آگے اس کا بیان آئے گا۔

بنی نضیر سے حاصل شدہ فئی کا مال!

بنی نضیر جو ہتھیار چھوڑ گئے تھے ان میں آنحضرت ﷺ نے پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں پائیں۔ اس مال غنیمت کا آنحضرت ﷺ نے پانچواں حصہ نہیں نکالا جیسا کہ آپ ﷺ نے بنی قینقاع کے یہودیوں کے مال غنیمت میں پانچ حصے کئے تھے۔

حضرت عمرؓ نے آپ سے عرض کیا۔

"اے محمد! ہم آخر کہاں نکل جائیں؟"۔ آپ نے فرمایا۔ "حشر یعنی میدان محشر کی طرف!"۔

دوسرا حشر

غرض یہ ان کا اولین حشر تھا اور ان کا دوسرا حشر آگ ہوگا جو (قیامت کے قریب) عدن سے پھوٹے گی جس کے نتیجہ میں یہ لوگ (بدحواس ہوکر) بھاگیں گے اور اس مقام پر جمع ہوں گے جہاں قیامت میں حساب کتاب کا انتظار ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ ان کا دوسرا حشر حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھوں ظاہر ہوا تھا کہ آپ نے ان لوگوں کو خیبر سے بھی جلاوطن کر کے تیماء اور اریحاء کے علاقوں کی طرف دھکیل دیا تھا جیسا کہ آگے اس کا بیان آئے گا۔

بنی نضیر سے حاصل شدہ فئی کا مال!

بنی نضیر جو ہتھیار چھوڑ گئے تھے ان میں آنحضرت ﷺ نے پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں پائیں۔ اس مال غنیمت کا آنحضرت ﷺ نے پانچواں حصہ نہیں نکالا جیسا کہ آپ ﷺ نے بنی قینقاع کے یہودیوں کے مال غنیمت میں پانچ حصے کئے تھے۔

حضرت عمرؓ نے آپ سے عرض کیا۔

"یارسول اللہ! جو مال آپ کو ملا ہے کیا آپ اس کے پانچ حصے نہیں فرمائیں گے جیسا آپ نے بنی قینقاع کے مال میں کیا تھا!"

نبی ﷺ کا مال مخصوص

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"میں اس میں کچھ نہیں کرونگا جو اللہ تعالیٰ نے بغیر مومنین کے میرے لئے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ خاص فرمادیا ہے"۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى (الخ پ۲۸ سورہ حشر ع۱ آیت ۷)

ترجمہ: جو کچھ اللہ تعالیٰ اس طور پر اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے کافر لوگوں سے دلوادے۔ (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ بھی اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔ الخ

تقسیم مال کے لئے انصار سے مشورہ اور تعریف

رسول اللہ ﷺ نے ان کے مال واسباب کو مہاجرین پر تقسیم فرمایا تاکہ انصار سے ان کا بوجھ ہلکا ہو۔ اگرچہ انصار اپنے اخلاص وایثار کی بنا پر اس بار کو بار نہیں بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی بہار سمجھتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو جمع فرما کر خطبہ دیا حمد وثناء کے بعد انصار نے مہاجرین کے ساتھ جو کچھ سلوک اور احسان کیا تھا اس کو سراہا اور بعد ازاں یہ ارشاد فرمایا اے گروہ انصار! اگر چاہو تو میں اموال بنی نضیر کو تم میں اور مہاجرین میں تقسیم کردوں اور حسب سابق مہاجرین تمہارے شریک حال رہیں اور اگر چاہو تو فقط مہاجرین پر تقسیم کردوں اور وہ تمہارے گھر خالی کردیں۔

سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ سرداران انصار نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نہایت طیب خاطر سے اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مہاجرین میں تقسیم فرمادیں اور حسب سابق مہاجرین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور کھانے اور پینے میں ہمارے شریک رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انصار نے عرض کیا یارسول اللہ یہ مال تو آپ فقط مہاجرین پر تقسیم فرمادیں باقی ہمارے اموال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین پر تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر مسرور ہوئے اور یہ دعا دی۔

اللهم ارحم الانصار وابناء الانصار

اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر اپنی خاص مہربانی فرما۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:۔

جزاكم الله خيرا يامعشر الانصار فوالله مامثلنا ومثلكم الا كما قال الغنوى

اے گروہ انصار اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے خدا کی قسم ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ غنوی شاعر نے کہا ہے۔

سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ سرداران انصار نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نہایت طیب خاطر سے اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مہاجرین میں تقسیم فرمادیں اور حسب سابق مہاجرین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور کھانے اور پینے میں ہمارے شریک رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انصار نے عرض کیا یارسول اللہ یہ مال تو آپ فقط مہاجرین پر تقسیم فرمادیں باقی ہمارے اموال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین پر تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر مسرور ہوئے اور یہ دعا دی۔

اللھم ارحم الانصار وابناء الانصار

اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر اپنی خاص مہربانی فرما۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:۔

جزاکم اللہ خیرا یامعشر الانصار فواللہ ما مثلنا ومثلکم الا کما قال الغنوی

اے گروہ انصار اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے خدا کی قسم ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ غنوی شاعر نے کہا ہے۔

جزی اللہ عنا جعفرا حین ازلقت　　　بنا نعلنا فی الواطئین فزلت

اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے کہ جب ہمارا قدم پھسلا اور اس کو لغزش ہوئی۔

ابو ان یملون ولوان امنا　　　تلاقی الذی یلقون منا لملت

تو ہماری اعانت اور خبر گیری سے اکتائے نہیں۔ بالفرض اگر ہماری ماں کو یہ صورت پیش آتی تو شاید وہ بھی اکتا جاتی۔

آپ نے تمام مال مہاجرین پر تقسیم فرمادیا۔ انصار میں سے صرف ابودجانہؓ اور سہل بن حنیفؓ کو بوجہ تنگدستی اس میں سے حصہ عطا فرمایا۔

”انصار کے دیئے ہوئے مال کی واپسی کا حکم“

جب آنحضرت ﷺ نے یہ مال مہاجرین میں تقسیم فرمایا تو ساتھ ہی ان کو حکم دیا کہ انصار کا جو مال ان کے پاس ہے وہ اس کو واپس کردیں کیونکہ اس کے بعد انہیں اس مال کی ضرورت باقی نہیں رہی اور دوسرے اس لئے کہ وہ اس کے مالک نہیں ہوگئے تھے جب کہ انصاریوں نے اپنے باغات مہاجرین کو اس لئے دیئے تھے کہ وہ ان باغات کی فصلوں اور بہار سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

اس غزوہ میں بنونضیر میں سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے یامین بن عمیر اور ابوسعید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے مال واسباب سے کچھ تعرض نہیں کیا گیا اپنی املاک پر قابض رہے۔ (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ ﷺ وسیرت حلبیہ)

☆☆☆

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ　آیت ۳، ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي

اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دیس نکالا نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں سزا دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے

الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ

آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ تعالیٰ کی

يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

مخالفت کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

خلاصہ

بنی نضیر کے یہودیوں کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے جلاوطنی لکھی تھی ورنہ وہ بھی دنیا میں قتل اور قید ہونے کا عذاب چکھ

☆☆☆

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳-۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي

اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دیس نکالا نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں سزا دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے

الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ

آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ تعالیٰ کی

يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴

مخالفت کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

خلاصہ

بنی نضیر کے یہودیوں کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے جلاوطنی لکھی تھی ورنہ وہ بھی دنیا میں قتل اور قید ہونے کا عذاب چکھ لیتے۔ ویسے آخرت میں تو ان کے لئے آگ کا عذاب تیار ہے، اگر یہ اپنے کفر پر قائم رہے۔ دنیا میں یہ جلاوطنی اور آخرت میں جہنم کا عذاب اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے دشمنی کرنا اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کو دعوت دینا ہے۔

آسان تفسیر

”یعنی ان کی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی، یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دی جاتی، مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے (یا لونڈی غلام بنائے جاتے) غرض سزا سے بچ نہیں سکتے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزا میں ہے، آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں سے ٹل نہیں سکتی

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

”جب یہ قوم ملکِ شام سے بھاگ کر یہاں (مدینہ منورہ) آئی تھی تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر شام جانا پڑے گا چنانچہ اسوقت اُجڑ کر (بعض شام میں چلے گئے اور بعض) خیبر میں رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں (خیبر) سے اُجڑ کر شام میں گئے۔“ (عثانی)

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے:

ان کے بارے میں تورات میں آیا تھا کہ یہ جلاوطن کئے جائیں گے یہ بنی اسرائیل کے ایسے خاندان سے تھے جن کو

اس جلاوطنی سے پہلے کبھی جلاوطن نہیں ہونا پڑا تھا۔

والجلاء كتب عليهم في آي من التوراة وكانوا من سبط لم يصبهم الجلاء قبل ما سلط عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (ابن کثیر)

تفسیر قرطبی میں ہے:

ان میں سے بعض نے ایمان لانا تھا اور بعض کی اولاد نے ایمان لانا تھا تو ان کو قتل کے عذاب کی بجائے جلاوطنی کی سزا دی گئی اور زندہ رکھا گیا۔

وانهم يبقون مدة فيؤ من بعضهم ويولدلهم من يؤمن۔ (القرطبی)

''جب یہ قوم ملکِ شام سے بھاگ کر یہاں (مدینہ منورہ) آئی تھی تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر شام جانا پڑے گا چنانچہ اسوقت اُجڑ کر (بعض شام میں چلے گئے اور بعض) خیبر میں رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں (خیبر) سے اُجڑ کر شام میں گئے۔'' (عثمانی)

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے:

ان کے بارے میں توراۃ میں آیا تھا کہ یہ جلاوطن کئے جائیں گے یہ بنی اسرائیل کے ایسے خاندان سے تھے جن کو

اس جلاوطنی سے پہلے کبھی جلاوطن نہیں ہونا پڑا تھا۔

والجلاء كتب عليهم في آي من التوراة و كانوامن سبط لم يصبهم الجلاء قبل ما سلط عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (ابن کثیر)

تفسیر قرطبی میں ہے:

ان میں سے بعض نے ایمان لانا تھا اور بعض کی اولاد نے ایمان لانا تھا تو ان کو قتل کے عذاب کی بجائے جلاوطنی کی سزا دی گئی اور زندہ رکھا گیا۔

وانهم يبقون مدة فيؤ من بعضهم ويولدلهم من يؤمن۔ (القرطبی)

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

مسلمانو! تم نے جو کھجور کا پیڑ کاٹ ڈالا یا اس کو انکی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾

اور تا کہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے

خلاصہ

یہودیوں کی رسوائی اور ذلت کے لئے مسلمانوں نے جو قدم بھی اٹھایا وہ ٹھیک تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو رسوا فرمانا چاہتا ہے۔

شانِ نزول

صحیح بخاری کی روایت ہے:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے بنی نضیر کے کھجور کے باغات جلوا دیئے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا اور یہ باغات مقام "بویرہ" میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ ـــــ الآیۃ

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال حرّق رسول الله ﷺ نخل بنی النضیر وقطع وهی البویرة فنزلت مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (بخاری)

اسی بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بھی ہے

وهان علی سراة بنی لؤیّ　　حریق بالبویرة مستطیر　　(بخاری)

آسان تفسیر

جب وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے درخت کاٹے جائیں اور باغ اُجاڑے جائیں تا کہ اُس کے درد سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے، اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں گے، کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں، کیا درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اس پر یہ آیت اُتری یعنی یہ سب کچھ اللہ جل شانہ کے حکم سے ہے حکم الٰہی کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ گہری حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا ہے وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ یعنی تا کہ مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کرے چنانچہ جو درخت چھوڑ

دیئے گئے اس میں مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ (یعنی غم غصے اور جلن) میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان ان درختوں کو استعمال کریں گے اور نفع اٹھائیں گے، اور جو کاٹے یا جلائے گئے اس میں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی غلبہ کے آثار کا ظاہر ہونا اور کفار کو غیظ وغضب میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کر رہے ہیں، لہٰذا دونوں کام (یعنی درخت کاٹنا اور درخت چھوڑنا) جائز اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ (موضح، بیان، عثمانی)

باغیوں اور نافرمانوں کی رسوائی

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے جب طعنہ دیا کہ درختوں کا کاٹنا فساد ہے تو بعض مسلمانوں کے دل میں بھی یہ بات آئی۔ اسی طرح اہل تفسیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے درخت کاٹنے والے بھی تردد میں تھے اور نہ کاٹنے والے بھی کہ ہم میں سے کس کا عمل ٹھیک ہے تو آیت مبارکہ نے اعلان فرما دیا کہ تم سب کا عمل ٹھیک ہے۔

فنزل القرآن بتصدیق من نهیٰ وبتحلیل من قطعها من الاثم۔ (احکام القرآن)

[illegible]

اور اگر مسلمانوں کی ملکیت میں آنے کا امکان ہو تو پھر ان کو باقی رکھنا افضل ہے اگر ان کو ضائع کرنے کی کوئی اور مصلحت موجود نہ ہو۔

وحاصل ما ذکرہ الفقهاء فی المسئلة انه ان علم بقاء ذلك فی ایدی الکفرة فالتخریب والتحریق اولیٰ والافالا بقاء اولی مالم یتضمن ذلك مصلحة۔ (روح المعانی)

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو غیظ وغم میں ڈالنا

اس آیت مبارکہ اور دیگر کئی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں، کافروں کو غیظ وغم میں ڈالنا ایک پسندیدہ اور اجر والا کام ہے، کم از کم کوئی تو کافروں کو اس بات کا احساس دلائے کہ کفر ایک بڑی غلطی اور عار والا کام ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فائدہ

اس آیت مبارکہ میں لِّيْنَةٍ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ''کھجور کا درخت'' بیان کیا جاتا ہے۔ حضرات مفسرین نے اس لفظ کی لغوی تحقیق بہت تفصیل سے لکھی ہے کہ اس سے مراد کھجور کا ہر درخت ہے یا کوئی خاص قسم کا اعلیٰ یا ادنیٰ درخت۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے دس اقوال لکھے ہیں جبکہ باقی حضرات نے بھی مدلل کلام فرمایا ہے، اہل ذوق قرطبی، تفسیر کبیر، بغوی، ابن کثیر اور روح المعانی ملاحظہ فرمالیں۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ | آیت ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان سے مفت دلادیا سو تم نے اس پر گھوڑے نہیں

وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى

دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غالب کردیتا ہے جس پر چاہے اور اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

ہر چیز پر قادر ہے

دیئے گئے اس میں مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ (یعنی غم غصے اور جلن) میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان ان درختوں کو استعمال کریں گے اور نفع اٹھائیں گے، اور جو کاٹے یا جلائے گئے اس میں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی غلبہ کے آثار کا ظاہر ہونا اور کفار کو غیظ وغضب میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کر رہے ہیں، لہٰذا دونوں کام (یعنی درخت کاٹنا اور درخت چھوڑنا) جائز اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ (موضح، بیان، عثمانی)

باغیوں اور نافرمانوں کی رسوائی

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے جب طعنہ دیا کہ درختوں کا کاٹنا فساد ہے تو بعض مسلمانوں کے دل میں بھی یہ بات آئی۔ اسی طرح اہل تفسیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے درخت کاٹنے والے بھی تردّد میں تھے اور نہ کاٹنے والے بھی کہ ہم میں سے کس کا عمل ٹھیک ہے تو آیت مبارکہ نے اعلان فرمادیا کہ تم سب کا عمل ٹھیک ہے۔

فنزل القرآن بتصديق من نهیٰ وبتحليل من قطعها من الاثم۔ (احکام القرآن)

اصل مقصود مسلمانوں کو عزت اور فتح دینا اور کافروں کو مغلوب اور رسوا کرنا تھا، پس جنہوں نے درخت کاٹے انہوں نے بھی کافروں کا دل جلایا اور جنہوں نے نہیں کاٹے ان کا مقصد بھی یہ تھا کہ ان درختوں سے مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔

باقی رہا یہودیوں کا یہ کہنا کہ درخت کاٹنا فساد ہے تو اس کا جواب اَلْفٰسِقِیْنَ کے لفظ سے دیا گیا کہ یہ یہودی اللہ تعالیٰ کے باغی مجرم اور نافرمان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت سے بڑا فساد اور کونسا ہو سکتا ہے؟ ان کو درختوں کا تو خیال ہے مگر اس مقصد کا خیال نہیں جس کی خاطر اس زمین کو آباد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کی ہر چیز انسانوں کے لئے بنائی ہے مگر انسانوں کو تو اپنی عبادت اور غلامی کے لئے پیدا فرمایا ہے، تو جو انسان عبادت اور غلامی چھوڑ کر مجرم، باغی اور نافرمان بن جاتے ہیں تو وہ بے قدر اور ذلیل ہو جاتے ہیں۔ ایسے موذی لوگوں کو جو نقصان بھی پہنچایا جائے وہ ٹھیک ہے اور اسی میں زمین کی اور اہل زمین کی صلاح، فلاح اور خیر ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک شرعی مسئلہ

تفسیر خازن میں ہے:

’’اہل علم نے اسی آیت سے اس بات کی دلیل لی ہے کہ کافروں کے قلعوں اور گھروں کو گرانا، جلانا اور منجنیق سے نشانہ بنانا جائز ہے اور اسی طرح ان کے درخت وغیرہ کاٹنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

احتج العلماء بهذه الآية علي ان حصون الكفار وديارهم لابأس ان تهدم وتحرق و ترمي بالمجانيق و كذلك قطع اشجارهم ونحوها (الخازن)

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو تفصیل اور دلائل کے ساتھ احکام القرآن میں بیان فرمایا ہے اور علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے کہ اگر کافروں کی املاک مسلمانوں کی ملک میں آنے کا امکان نہ ہو تو پھر ان کو گرانا اور جلانا بہتر ہے

اور اگر مسلمانوں کی ملکیت میں آنے کا امکان ہو تو پھر ان کو باقی رکھنا افضل ہے اگر ان کو ضائع کرنے کی کوئی اور مصلحت موجود نہ ہو۔

وحاصل ما ذكره الفقهاء في المسئلة انه ان علم بقاء ذلك في ايدي الكفر فالتخريب والتحريق اولیٰ والافالا بقاء اولي مالم يتضمن ذلك مصلحة (روح المعانی)

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو غیظ وغم میں ڈالنا

اس آیت مبارکہ اور دیگر کئی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں، کافروں کو غیظ وغم میں ڈالنا ایک پسندیدہ اور اجر والا کام ہے، کم از کم کوئی تو کافروں کو اس بات کا احساس دلائے کہ کفر ایک بڑی غلطی اور عار والا کام ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فائدہ

اس آیت مبارکہ میں لِّيْنَةٍ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ’’کھجور کا درخت‘‘ بیان کیا جاتا ہے۔ حضرات

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّة — آیت ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان سے مفت دلا دیا سو تم نے اس پر گھوڑے نہیں

وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى

دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غالب کردیتا ہے جس پر چاہے اور اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

ہر چیز پر قادر ہے

خلاصہ

"بنی نضیر" سے حاصل ہونے والا مال "مالِ فئے" ہے مسلمانوں کو اس مال کے حاصل کرنے میں کوئی خاص محنت اور جنگ نہیں کرنی پڑی چنانچہ یہ سارا مال رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہے جہاں چاہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں، تقسیم فرمائیں۔

آسان تفسیر

❶ مالِ فئے میں تمہارا کوئی حق نہیں کیونکہ وہ لڑائی سے حاصل نہیں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے حکم سے جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔ (حضرت لاہوریؒ)

❷ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہی فرق رکھا ہے "غنیمت" میں اور "فئے" میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے، اس میں پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کی نیاز (جس کی تفصیل دسویں پارے میں گذر چکی ہے) اور چار حصے لشکر کو تقسیم کئے جاتے ہیں اور جو بغیر جنگ کے ہاتھ آیا وہ سب مسلمانوں کے خزانہ میں رہے (ان کے مصالح عام میں) اور جو کام ضروری ہو اس پر خرچ ہو۔ (عثمانی)

❸ "لفظ اَفَآءَ باب افعال سے ماضی کا صیغہ ہے فَآءَ لوٹا اَفَآءَ لوٹایا چونکہ کافروں کا مال مسلمانوں کو مل جاتا ہے ان کی املاک ختم ہو جاتی ہیں اور مسلمانوں کی ملک میں آ جاتی ہیں۔ اس لئے جو مال جنگ کئے بغیر بطور صلح مل جائے اسکو فیئ کہتے ہیں اور جو مال جنگ کر کے ملے اس مال کو غنیمت کہتے ہیں اور یہاں مالِ فئ کے مصارف بیان فرمائے ہیں بنی نضیر کے مال بطور صلح مل گئے اور اس میں کوئی جنگ لڑنی نہیں پڑی تھی لہٰذا ان اموال میں کسی کو

کسی حصہ کا استحقاق نہیں تھا، ان تمام اموال کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو ہی تھا۔ (انوار البیان خلاصہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی نضیر کے اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو عطاء فرمائے، مسلمانوں کو ان اموال کے لئے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑانے پڑے (یعنی جنگ نہیں کرنی پڑی) یہ اموال آپ ﷺ کے لئے خاص تھے آپ ﷺ اس میں سے اپنے اہل خانہ کو سال بھر کا خرچہ عنایت فرماتے تھے اور جو مال بچ جاتا اس سے جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لئے گھوڑے اور اسلحہ خرید فرماتے۔

وفی صحیح مسلم عن عمر رضی اللہ عنہ قال وکانت اموال بنی نضیر مما افاء اللہ علیٰ رسولہ مما لم یوجف علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب وکانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ فکان ینفق علی اہلہ نفقۃ سنۃ وما بقی یجعلہ فی الکراع والسلاح عدّۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ۔ (قرطبی)

اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کے دل میں آیا کہ بنی نضیر کے اموال بھی بدر کے اموال کی طرح تقسیم ہوں

تو آیت نازل ہوئی [illegible]

کسی حصہ کا استحقاق نہیں تھا، ان تمام اموال کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو ہی تھا۔ (انوار البیان خلاصہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی نضیر کے اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو عطاء فرمائے، مسلمانوں کو ان اموال کے لئے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑانے پڑے (یعنی جنگ نہیں کرنی پڑی) یہ اموال آپ ﷺ کے لئے خاص تھے آپ ﷺ اس میں سے اپنے اہل خانہ کو سال بھر کا خرچہ عنایت فرماتے تھے اور جو مال بچ جاتا اس سے جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لئے گھوڑے اور اسلحہ خرید فرماتے۔

وفي صحيح مسلم عن عمر رضي الله عنه قال و كانت اموال بني نضير مما افاء الله علىٰ رسوله مما لم يو جف عليه المسلمون بخيل ولا ركاب و كانت للنبي صلى الله عليه وسلم خاصة فكان ينفق على اهله نفقة سنة وما بقي يجعله في الكراع والسلاح عدّة في سبيل الله تعالىٰ۔ (قرطبی)

اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کے دل میں آیا کہ بنی نضیر کے اموال بھی بدر کے اموال کی طرح تقسیم ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی اور مال غنیمت اور مال فئے میں فرق بیان فرمادیا۔ غزوہ بنی نضیر میں اگر چہ تھوڑی بہت لڑائی ہوئی مگر یہ بہت کم تھی مسلمان پیدل ہی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے صرف رسول اللہ ﷺ سوار تھے اور پھر زیادہ لڑائی اور مشقت کے بغیر ہی یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

مال لوٹانے کا معنیٰ

اَفَآءَ کے معنیٰ لوٹانا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کا مال اپنے رسول ﷺ کو لوٹا دیا اس سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ یہ مال پہلے رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کا تھا پھر یہودیوں کے پاس چلا گیا اور اب اللہ تعالیٰ نے پھر آپ اللہ ﷺ کو لوٹا دیا۔ حالانکہ اس طرح تو نہیں ہوا۔ حضرات مفسرین نے اس کے کئی جوابات بیان فرمائے ہیں۔

1. تفسیر بیضاوی میں ہے کہ اَفَآءَ یہاں صَیَّرَ کے معنیٰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس مال کا مالک بنادیا۔
2. اَفَآءَ اپنے اصل معنیٰ میں ہے اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ اصل میں اس مال کے حقدار جناب رسول ﷺ ہی تھے اور یہودیوں کے ہاتھ میں یہ مال ناحق تھا تو اللہ تعالیٰ نے مال کو اس کے حقدار کے پاس لوٹا دیا۔ اور یہی حال کفار کے تمام اموال کا ہے کہ مسلمان ان کے زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور مال کو اس لئے پیدا فرمایا تا کہ انسان اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کر سکے پس مال کا فرمانبرداروں کے ہاتھوں میں ہونا زیادہ مناسب ہے۔

وفيه اشعار بانها كانت حرية بأن تكون له صلى الله عليه وسلم وانما وقعت في ايديهم بغير حق فار جعها الله تعالىٰ الى مستحقها و كذا شان جميع اموال الكفرة التي تكون فيئا للمومنين ـــ الخ (روح المعانی)

مہاجرین میں تقسیم

رسول اللہ ﷺ نے اس مال میں مکمل اختیار ملنے پر یہ مال حضرات مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور انصار میں سے صرف تین ضرورتمند حضرات کو دیا جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1. حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ
2. سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
3. حارث بن صمۃ رضی اللہ عنہ

فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين ولم يعط الانصار منها شيئا الا ثلاثه نفر كانت بهم حاجة وهم ابو دجانه ـــ الخ (البغوی)

تحقیق جصاص رحمۃ اللہ علیہ

’’اگر قدرے جنگ ہونے کے بعد کفار مرعوب ہو کر صلح کی طرف مسارعت کریں (یعنی جلدی صلح کرنا چاہیں) اور مسلمان قبول کرلیں اس صورت میں جو اموال صلح سے حاصل ہوں گے وہ بھی حکم ’’فئی‘‘ میں داخل ہیں نبی کریم

تکون فیئا للمومنین ـــ الخ (روح المعانی)

مہاجرین میں تقسیم

رسول اللہ ﷺ نے اس مال میں مکمل اختیار ملنے پر یہ مال حضرات مہاجرین میں تقسیم فرمادیا اور انصار میں سے صرف تین ضرورتمند حضرات کو دیا جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1. حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ
2. سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
3. حارث بن صمۃ رضی اللہ عنہ

فقسمها رسول الله صلی الله علیه وسلم بین المهاجرین ولم یعط الانصار منها شیئاً الا ثلاثه نفر کانت بهم حاجة وهم ابو دجانه ـــ الخ (البغوی)

تحقیق جصاص رحمہ اللہ

”اگر قدرے جنگ ہونے کے بعد کفار مرعوب ہوکر صلح کی طرف مسارعت کریں (یعنی جلدی صلح کرنا چاہیں) اور مسلمان قبول کرلیں اس صورت میں جو اموال صلح سے حاصل ہوں گے وہ بھی حکم ”فئی“ میں داخل ہیں نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اموال "فئی" خالص حضور اکرم ﷺ کے اختیار و تصرف میں ہوتے تھے ممکن ہے کہ یہ اختیار مالکانہ ہو جو صرف آپ ﷺ کے لئے مخصوص تھا جیسا کہ آیات حاضرہ میں "علی رسوله" کے لفظ سے متبادر ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ محض حاکمانہ ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان اموال کے متعلق آپ کو اگلی آیت میں ہدایت فرمادی کہ وجوہ بالا مذکورہ فلاں فلاں مصارف میں صرف کئے جائیں، آپ ﷺ کے بعد یہ اموال امام کے اختیار و تصرف میں چلے جاتے ہیں، لیکن اس کا تصرف مالکانہ نہیں ہوتا محض حاکمانہ ہوتا ہے۔ وہ ان کو اپنی صوابدید اور مشورہ سے مسلمانوں کی عام ضروریات اور مصالح میں خرچ کرے گا۔ باقی اموال غنیمت کا حکم اس سے جداگانہ ہے وہ خمس نکالے جانے کے بعد خالص لشکر کا حق ہوتا ہے کما یدل علیه قوله تعالیٰ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ ـــ الخ لشکری (یعنی مجاہدین) اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو وہ علیحدہ بات رہی البتہ شیخ ابو بکر رازی حنفیؒ (امام جصاص) نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم اموال منقولہ کا ہے، غیر منقولہ (یعنی زمین، باغات وغیرہ) میں امام کو اختیار ہے کہ مصلحت سمجھے تو لشکر پر تقسیم کردے اور مصلحت نہ سمجھے تو مصالح عامہ کے لئے رہنے دے جیسا کہ ”سواد عراق“ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعض جلیل القدر صحابہ کے مشورہ سے یہی عمل درآمد رکھا اسی مسلک کے موافق حضرت ابو بکر رازیؒ نے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ کو اموال منقولہ پر اور ”سورۂ حشر“ کی آیات کو اموال غیر منقولہ پر حمل کیا ہے، اس طرح کہ پہلی آیت وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ حکم فئی پر اور دوسری آیت مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى حکم غنیمت پر محمول ہے اور لغۃً ”غنیمت“ کو لفظ "فئی" سے تعبیر کرسکتے ہیں۔“ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (تفسیر عثمانی)

اہل علم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اختیارات اس مال پر مالکانہ تھے۔ (ملاحظہ فرمایئے بیان القرآن)

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ | آیت ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى

جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً

اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں میں

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ

نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو

عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى

جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً

اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں میں

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ

نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو

عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے

خلاصہ

❶ اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ جہاد کی ایک اور برکت، مال فئی کا نظام

❷ مال فئی اسلامی لشکر کا حق نہیں ہے کہ ان میں مال غنیمت کی طرح تقسیم ہو بلکہ اسکی تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم سے جناب رسول ﷺ وسلم فرمائیں گے۔ یہ مال جناب رسول ﷺ، آپ کے اہل خانہ اور مہمانوں پر بھی خرچ ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے رشتہ داروں، یتیم بچوں، مسکینوں اور مسافروں میں بھی تقسیم ہوگا۔ یہ ترتیب اس لئے ہے تاکہ مال صرف دولت مند لوگوں کے درمیان ہی نہ گھومتا رہے۔ چنانچہ مال فئی پر مسلمانوں کے امام کو اختیار دیا گیا کہ وہ ضرورتمند مسلمانوں اور دیگر قومی ضروریات پر خرچ کرے۔ یاد رکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ تعالیٰ کی اتباع ہے اس لئے وہ جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ وہ جس چیز کا حکم فرمائیں وہ بجالاؤ اور جس کام سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

آیت مبارکہ کے مضامین

اس آیت مبارکہ پر مفسرین نے تفصیل سے لکھا ہے اور درج ذیل مضامین پر بحث فرمائی ہے۔

❶ اَهْلِ الْقُرٰى سے کون سے علاقے مراد ہیں؟ تفسیر بغوی، قرطبی اور جلالین میں مختلف علاقوں کے نام لکھے ہیں۔

❷ یہ آیت مال فئے کے بارے میں ہے یا مال غنیمت کی زمینوں وغیرہ کے بارے میں؟ اکثر مفسرین اسے مال

فئے کے بارے میں قرار دیتے ہیں جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اس میں غیر منقولہ اموال غنیمت کا حکم بیان فرمایا گیا ہے اس دوسرے قول کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں احکام القرآن للجصاص اور تفسیر المدارک۔

❸ مال فئے کے احکامات:- اس آیت مبارکہ کی روشنی میں مفسرین نے مال فئے کے احکامات اور حضرات ائمہ کرام کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ مفصل بحث کیلئے احکام القرآن للجصاص، روح المعانی اور قرطبی کا مطالعہ فرمائیں۔

❹ مال فئے کی تقسیم میں پہلا تذکرہ اللہ تعالیٰ کا ہے فَلِلّٰهِ کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر مال کا مالک ہے یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر بطور تبرک اور اس مال کو بابرکت قرار دینے کے لئے ہے۔ جبکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس مصرف سے مراد کعبہ شریف اور مساجد کا خرچ ہے جبکہ بعض فرماتے ہیں اس میں اس بات کا اعلان ہے کہ یہ مال صرف مجاہدین کا حق نہیں بلکہ یہ شاہی خزانہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کا امیر استعمال اور تقسیم کرتا ہے ملاحظہ فرمایئے موضح القرآن، روح المعانی، مظہری، حقانی وغیرھا۔

❺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں کا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے یا نہیں مفسرین نے ائمہ کے اقوال کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح فرمایا ہے۔

❻ مال فئے میں خمس ہوگا یا نہیں؟ احناف کے نزدیک نہیں ہے شوافع اس کے قائل ہیں ملاحظہ فرمایئے البغوی،

القرطبی [illegible] المعانی [illegible]

فئے کے بارے میں قرار دیتے ہیں جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اس میں غیر منقولہ اموال غنیمت کا حکم بیان فرمایا گیا ہے اس دوسرے قول کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں احکام القرآن للجصاص اور تفسیر المدارک۔

❸ مال فئے کے احکامات:- اس آیت مبارکہ کی روشنی میں مفسرین نے مال فئے کے احکامات اور حضرات ائمہ کرام کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ مفصل بحث کیلئے احکام القرآن للجصاص، روح المعانی اور قرطبی کا مطالعہ فرمائیں۔

❹ مال فئے کی تقسیم میں پہلا تذکرہ اللہ تعالیٰ کا ہے فَلِلّٰهِ کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر مال کا مالک ہے یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر بطور تبرک اور اس مال کو بابرکت قرار دینے کے لئے ہے۔ جبکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس مصرف سے مراد کعبہ شریف اور مساجد کا خرچ ہے جبکہ بعض فرماتے ہیں اس میں اس بات کا اعلان ہے کہ یہ مال صرف مجاہدین کا حق نہیں بلکہ یہ شاہی خزانہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کا امیر استعمال اور تقسیم کرتا ہے ملاحظہ فرمایئے موضح القرآن، روح المعانی، مظہری، حقانی وغیرھا۔

❺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں کا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے یا نہیں مفسرین نے ائمہ کے اقوال کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح فرمایا ہے۔

❻ مال فئے میں خمس ہوگا یا نہیں؟ احناف کے نزدیک نہیں ہے شوافع اس کے قائل ہیں ملاحظہ فرمایئے البغوی، القرطبی اور روح المعانی۔

❼ حجیت حدیث، حضرات مفسرین نے بہت مدلل طریقہ سے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں حجیت حدیث کے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے زیادہ عمدہ بحث تفسیر الخازن، القرطبی اور ابن کثیر میں ہے۔

❽ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب مراد ہیں اس کے دلائل روح المعانی اور مظہری میں مذکور ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

آسان تفسیر

''اس آیت میں ''اموال فئی'' کے مصارف بتائے ہیں اول فللّٰه فرمایا بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ذکر تبرک کے لئے ہے جیسا کہ خمس کے بارے میں۔ فأن لله خمسه فرمایا ہے اور بعض حضرات نے اسکی یوں تفسیر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ جیسے چاہے ان کو خرچ کرنے کا حکم دے، اس میں کسی کو اپنی طرف سے کچھ تجویز کرنے یا کسی کا حصہ بتانے اور طے کرنے کا کوئی حق نہیں، پھر فرمایا وللرسول مال فئے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے، یعنی ان اموال کا اختیار اللہ پاک کی طرف سے آپ کو دے دیا گیا ہے اور آپ کو ان کے مصارف بتا دیئے ہیں۔

(مال غنیمت کی طرح یہ مال صَرف (یعنی استعمال) نہیں کئے جائیں گے اور نہ ان میں سے خمس نکالا جائے گا علیٰ ما ذهب اليه الامام ابو حنيفة رحمہ اللہ مفسرین نے لکھا ہے کہ مال فئے پر رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو مالکانہ

اختیار حاصل تھا، پھر ان کے جو مصارف بیان فرمائے اس طرح کی بات ہے جیسے مالکوں کو اموال کے بارے میں احکام دیئے گئے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ پر خرچ کرو، تیسرا مصرف بتاتے ہوئے وَلِذِی الْقُرْبٰی ارشاد فرمایا مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت مراد ہیں، اس کے بعد چوتھا اور پانچواں اور چھٹا مصرف بتاتے ہوئے وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فرمایا یعنی اموال فئی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر بھی خرچ کئے جائیں۔ حسب فرمان باری تعالیٰ شانہ اموال فئی کو آپ ﷺ اپنے ذوی القربی پر اور یتامی اور مساکین اور مسافروں پر اپنی صوابدید سے خرچ کر دیتے تھے، اسی سلسلہ میں یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال فئی میں سے اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ نکال لیتے تھے اور جو مال بچ جاتا تھا اسے مسلمانوں کی عام ضروریات میں مثلاً جہاد کے لئے ہتھیار فراہم کرنے کے لئے خرچ فرما دیتے تھے۔

گو آپ کو ان اموال پر مالکانہ اختیار حاصل تھا مگر چونکہ آپ ﷺ نے وفات سے پہلے یہ فرما دیا تھا۔

لانورث ماترکنا صدقة

کہ ہماری مالی میراث جاری نہ ہوگی ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ (صحیح البخاری ص ۴۳۶، ج ۱)

اختیار حاصل تھا، پھر ان کے جو مصارف بیان فرمائے اس طرح کی بات ہے جیسے مالکوں کو اموال کے بارے میں احکام دیئے گئے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ پر خرچ کرو، تیسرا مصرف بتاتے ہوئے وَلِذِی الْقُرْبٰی ارشاد فرمایا مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت مراد ہیں، اس کے بعد چوتھا اور پانچواں اور چھٹا مصرف بتاتے ہوئے وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فرمایا یعنی اموال فئی تیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر بھی خرچ کئے جائیں۔ حسب فرمان باری تعالیٰ شانہ اموال فئی کو آپ ﷺ اپنے ذوی القربیٰ پر اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں پر اپنی صوابدید سے خرچ کر دیتے تھے، اسی سلسلہ میں یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال فئی میں سے اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ نکال لیتے تھے اور جو مال بچ جاتا تھا اسے مسلمانوں کی عام ضروریات میں مثلاً جہاد کے لئے ہتھیار فراہم کرنے کے لئے خرچ فرما دیتے تھے۔

گو آپ کو ان اموال پر مالکانہ اختیار حاصل تھا مگر چونکہ آپ ﷺ نے وفات سے پہلے یہ فرما دیا تھا۔

لانورث ماترکنا صدقة

کہ ہماری مالی میراث جاری نہ ہوگی ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ (صحیح البخاری ص ۴۳۶، ج ۱)

اس لئے ان اموال میں میراث جاری نہیں کی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرات خلفاء راشدینؓ نے بھی ان اموال کو انہیں مصارف میں خرچ کیا جن میں رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ امام المسلمین کو جب اموال فئی حاصل ہو جائیں تو اسے مالکانہ اختیار حاصل نہیں ہوں گے۔ بلکہ حاکمانہ حاصل ہوں گے اور وہ مذکورہ بالا مصارف میں اور مسلمانوں کی عام ضروریات میں مثلاً جہاد کے لئے ہتھیار فراہم کرنے کے لئے، پل تیار کرنے، سڑکیں بنانے، مجاہدین اور ان کے گھروں کی حاجتیں پوری کرنے اور علماء کرام پر خرچ کرنے اور قضاۃ وعمال کی ضرورتیں پوری کرنے میں خرچ کرے گا۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ذوی القربیٰ سے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب مراد ہیں پھر لکھا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ ان حضرات کو اموال فئی میں سے حصہ دیا جائے گا، غنی ہوں یا فقیر ہوں اور لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور حضرت امام مالکؒ کا مذہب نقل کیا ہے کہ امام المسلمین جس طرح چاہے ان حضرات پر خرچ کرے اسے یہ بھی اختیار ہے کہ بعض کو دے، بعض کو نہ دے، پھر حنفیہ کا مذہب لکھا ہے کہ حضرات ذوی القربیٰ کا حصہ اموال فئی میں رسول اللہ ﷺ کے بعد باقی نہیں رہا، کیونکہ حضرات خلفاء راشدین نے ان کے لئے علیحدہ حصہ نہیں نکالا ہاں ان حضرات میں جو یتامیٰ اور مساکین وابن السبیل ہوں گے ان کو ان اوصاف ثلاثہ کے اعتبار سے اموال فئی میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مستحقین پر ان کو مقدم کیا جائے گا اور پھر یتامیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ اموال فئی میں سے ان یتامیٰ پر خرچ کیا جائے گا جو مسلمان ہیں اور فقیر یا مسکین ہیں۔

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ان الفاظ میں تنبیہ فرما دی کہ اموال فئے کی تقسیم جو اللہ تعالیٰ نے بیان

فرما دی اس میں یہ حکمت ہے کہ یہ اموال مالداروں کے ہی ہاتھوں میں آ کر نہ رہ جائیں، جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہوتا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہے کہ عامۃ الناس کی امداد کے لئے حوادث ومصائب کے مواقع میں بعض مالداروں اور حکومتوں کی طرف سے جو مال ملتا ہے اس میں سے تھوڑا سا اہل حاجات پر خرچ کر کے منتظمین ہی مل ملا کر کھا جاتے ہیں جو پہلے سے مالدار ہوتے ہیں، چونکہ تقویٰ نہیں دنیا داری غالب ہے اور مال کی محبت دلوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے، اس لئے ایسے مظالم ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن پاک نے یہ مصارف اس لئے بتلائے کہ ہمیشہ تیموں، محتاجوں، مسکینوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پا سکیں۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ یعنی مال وجائیداد وغیرہ جس طرح پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تقسیم کریں اسے بخوشی ورغبت قبول کرو، جو ملے لے لو جس سے روکا جائے رک جاؤ اور اسی طرح ان کے تمام احکام اور اوامر ونواہی کی پابندی رکھو۔ (انوار البیان، عثمانی)

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اوصاف ثلاثہ کے اعتبار سے اموال فئی میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مستحقین پر ان کو مقدم کیا جائے گا اور پھر یتامیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ اموال فئی میں سے ان یتامیٰ پر خرچ کیا جائے گا جو مسلمان ہیں اور فقیر یا مسکین ہیں۔

كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ان الفاظ میں تنبیہ فرمادی کہ اموال فئے کی تقسیم جو اللہ تعالیٰ نے بیان

فرمادی اس میں یہ حکمت ہے کہ یہ اموال مالداروں کے ہی ہاتھوں میں آ کر نہ رہ جائیں، جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہوتا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہے کہ عامۃ الناس کی امداد کے لئے حوادث ومصائب کے مواقع میں بعض مالداروں اور حکومتوں کی طرف سے جو مال ملتا ہے اس میں سے تھوڑا سا اہل حاجات پر خرچ کر کے منتظمین ہی مل ملا کر کھا جاتے ہیں جو پہلے سے مالدار ہوتے ہیں، چونکہ تقویٰ نہیں دنیاداری غالب ہے اور مال کی محبت دلوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے، اس لئے ایسے مظالم ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن پاک نے یہ مصارف اس لئے بتلائے کہ ہمیشہ یتیموں، محتاجوں، مسکینوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پاسکیں۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ یعنی مال و جائیداد وغیرہ جس طرح پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تقسیم کریں اسے بخوشی ورغبت قبول کرو، جو ملے لے لو جس سے روکا جائے رک جاؤ اور اسی طرح ان کے تمام احکام اور اوامر ونواہی کی پابندی رکھو۔ (انوار البیان، عثمانی)

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

”اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو“

امام خازنؒ لکھتے ہیں:۔

یہ حکم اگرچہ مال فئے کے بارے میں نازل ہوا ہے لیکن یہ عام ہے رسول اللہ ﷺ کے ہر امر اور ہر نہی کے بارے میں وہ کسی قول کے بارے میں ہو یا فعل کے بارے میں، واجب ہو، مندوب ہو یا مستحب ہو یا کسی حرام چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا ہو۔

هذا نازل في اموال الفئي وهو عام في كل ما امر به النبي صلى الله عليه وسلم اونهى عنه من قول اوعمل من واجب اومندوب او مستحب اونهى عن محرم فيد خل فيه الفئي وغيره۔ (الخازن)

حضرات مفسرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے حجت ہونے پر ایک واقعہ بھی نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے انوار البیان کے الفاظ میں:۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ الاٰیة

اور رسول اللہ ﷺ جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ اس میں یہ بتادیا کہ ہر امر ونہی کا قرآن مجید میں ہونا ضروری نہیں ہے، قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بیان فرمائے ہیں اور بہت سے احکام اپنے رسول ﷺ کے ذریعے بتائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال بھی ہیں اور اقوال بھی اور تقریرات بھی (تقریرات کا مطلب یہ ہے کہ) یعنی کسی نے آپ ﷺ کے سامنے کوئی عمل کیا اور آپ ﷺ نے منع

نہیں فرمایا تو یہ بھی حجت شرعیہ ہے سورۃ اعراف میں آپ ﷺ کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور ان کے لئے خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

منکرین حدیث کی تردید

آجکل بہت سے ایسے جاہل لیڈر پیدا ہوگئے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ حدیث شریف حجۃ شرعیہ نہیں ہے اور اس لئے بہت سی اسلامی چیزوں کا انکار کرتے ہیں، یہ بہت بڑی گمراہی ہے اور کفر ہے یہ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کے ماننے والے ہیں اگر قرآن کے ماننے والے ہوتے تو یہ کیوں کہتے کہ حدیث حجت شرعیہ نہیں ہے قرآن میں تو۔

احکام اپنے رسول ﷺ کے ذریعے بتائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال بھی ہیں اور اقوال بھی اور تقریرات بھی (تقریرات کا مطلب یہ ہے کہ) یعنی کسی نے آپ ﷺ کے سامنے کوئی عمل کیا اور آپ ﷺ نے منع

نہیں فرمایا تو یہ بھی حجت شرعیہ ہے سورۃ اعراف میں آپ ﷺ کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور ان کے لئے خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

منکرین حدیث کی تردید

آجکل بہت سے ایسے جاہل لیڈر پیدا ہو گئے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ حدیث شریف حجۃ شرعیہ نہیں ہے اور اس لئے بہت سی اسلامی چیزوں کا انکار کرتے ہیں، یہ بہت بڑی گمراہی ہے اور کفر ہے یہ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کے ماننے والے ہیں اگر قرآن کے ماننے والے ہوتے تو یہ کیوں کہتے کہ حدیث حجت شرعیہ نہیں ہے قرآن میں تو۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ فرمایا ہے (درحقیقت ایسے لوگوں کا مقصد اسلام میں تحریف کرنا ہے قرآن کو ماننا نہیں ہے۔ ان لوگوں کو دشمنان اسلام پیسے دے کر اس پر آمادہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں کفر پھیلائیں (العیاذ باللہ) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات له والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر (یعنی وہ عورتیں جو چہرے وغیرہ پر سوئی کے ذریعہ سرمہ یا کوئی رنگ ڈال کر نشان ڈلواتی ہیں) اور گودوانے والیوں پر اور ان عورتوں پر جو (ابرو یعنی بھنوؤں کے بال) چننے والی ہیں (تا کہ بھنویں باریک ہو جائیں) اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حسن کیلئے دانتوں کے درمیان کشادگی کرتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنکر ایک عورت آئی اور اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں پر کیوں لعنت نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی اور جن پر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لعنت آئی ہے، وہ کہنے لگی کہ میں نے سارا قرآن پڑھ لیا مجھے تو یہ بات کہیں نہیں ملی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو تجھے ضرور یہ بات مل جاتی کیا تو نے نہیں پڑھا وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یہ سنکر وہ عورت کہنے لگی کہ ہاں یہ قرآن میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جن کاموں کے کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے لہذا قرآن کی رو سے بھی ان کاموں کی ممانعت ثابت ہوئی، کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرو اور جن چیزوں سے روکیں ان سے رک جاؤ (صحیح بخاری ص ۷۲۵، ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلا جھجک رسول اللہ ﷺ کے قول کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا اور بتا دیا کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (انوار البیان)

مال فئی کا نظام اللہ تعالیٰ کی رحمت، جہاد کی برکت

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کی برکت ہے کہ مسلمانوں کو "مال فئی" کا بہترین اور مفید نظام نصیب ہوا۔ ماضی کے مسلمانوں نے جہاد کو زندہ رکھا تو اس نظام کی برکتوں سے مستفید ہوئے۔ اس نظام کی برکت سے مسلمانوں کے امیر کے ہاتھ میں کچھ مال موجود رہتا ہے جس سے وہ جہاد کے لئے اسلحہ خریدتا ہے، کعبۃ اللہ کی دیکھ بھال کرتا ہے، مساجد تعمیر کرتا ہے، یتیموں کا خیال رکھتا ہے، غریبوں اور مسافروں کے لئے راحت کا انتظام کرتا ہے۔ اور اپنے اہل خانہ کے لئے بھی بقدر ضرورت معاش کا انتظام کرتا ہے۔ امیر المؤمنین کے پاس مہمانوں اور وفود کا بھی ہجوم ہوتا ہے تو یہ مال انکی خدمت اور اکرام کے وقت بھی کام آتا ہے چنانچہ ان بڑے بڑے مصارف کا بوجھ عمومی

کاموں سے منع فرمایا ہے لہٰذا قرآن کی رو سے بھی ان کاموں کی ممانعت ثابت ہوئی، کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرو اور جن چیزوں سے روکیں ان سے رک جاؤ (صحیح بخاری ص۷۲۵،ج۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلا جھجک رسول اللہ ﷺ کے قول کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا اور بتا دیا کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (انوار البیان)

مال فئی کا نظام اللہ تعالیٰ کی رحمت، جہاد کی برکت

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کی برکت ہے کہ مسلمانوں کو "مال فئی" کا بہترین اور مفید نظام نصیب ہوا۔ ماضی کے مسلمانوں نے جہاد کو زندہ رکھا تو اس نظام کی برکتوں سے مستفید ہوئے۔ اس نظام کی برکت سے مسلمانوں کے امیر کے ہاتھ میں کچھ مال موجود رہتا ہے، جس سے وہ جہاد کے لئے اسلحہ خریدتا ہے، کعبۃ اللہ کی دیکھ بھال کرتا ہے، مساجد تعمیر کرتا ہے، یتیموں کا خیال رکھتا ہے، غریبوں اور مسافروں کے لئے راحت کا انتظام کرتا ہے۔ اور اپنے اہل خانہ کے لئے بھی بقدر ضرورت معاش کا انتظام کرتا ہے۔ امیر المؤمنین کے پاس مہمانوں اور وفود کا بھی ہجوم ہوتا ہے تو یہ مال انکی خدمت اور اکرام کے وقت بھی کام آتا ہے چنانچہ ان بڑے بڑے مصارف کا بوجھ عمومی بیت المال پر نہیں پڑتا اور نہ صدقات وزکوۃ کی رقم کسی غلط مصرف میں خرچ ہوتی ہے۔

ظاہر بات ہے کہ مساجد کی تعمیر اور مالدار مہمانوں کی خدمت تو صدقات وزکوۃ کی رقم سے نہیں کی جا سکتی۔ اور سب سے بڑا فائدہ مال فئے کے نظام کا یہ ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین اس مال کے ذریعے مسلمانوں کی عسکری قوت کو مضبوط کرتا ہے، جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے جہادی اسلحہ اور گھوڑے بھی خرید فرماتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ کے عمل سے ایک طرف تو مجاہدین کو مال غنیمت ملتا ہے تو دوسری طرف اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہو کر مسلمانوں کے عمومی خزانے کو مضبوط کرتا ہے اور اگر جہاد اتنی قوت والا ہو کہ دشمن لڑ ہی نہ سکیں اور مال دیکر صلح پر مجبور ہوں تو مال فئی کا نظام قائم ہو کر امیر المؤمنین کے لئے اور ان کے توسط سے عام غریب مسلمانوں کے لئے آسانی کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ اور اسکی برکات عطاء فرمائیں اور ہر طرح کی غلامی سے امت مسلمہ کو نجات عطاء فرمائیں۔ آخر میں اسی موضوع پر ملاحظہ فرمایئے کلام برکت جو چند سطروں میں درجنوں صفحات کا مواد اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

کلام برکت

یعنی فئے پر قبضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (یعنی بعد) سردار (یعنی مسلمانوں کے امیر کا) کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں (یعنی امیر المؤمنین پر ان خرچوں کا بوجھ ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آگیا اور ناتے والے (یعنی رشتہ دار) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ان کے ناتے والے اور پیچھے بھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی) وہی لوگ ان پر چاہیے خرچ کرنا، دولتمند کو اگر سردار دے تو لے لے منع نہیں (موضح القرآن) ☆☆☆

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ

وہ مال وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں

الصّٰدِقُوْنَ ۝ ۸

یہی سچے (مسلمان) ہیں

کے اختیار میں) کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں (یعنی امیر کو ... ان پر ان خرچوں کا بوجھ ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ سب ہی کا مالک

ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آ گیا اور ناتے والے (یعنی رشتہ دار) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ان کے ناتے والے اور پیچھے بھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی) وہی لوگ ان پر چاہیے خرچ کرنا، دولتمند کو اگر سردار دے تو لے منع نہیں (موضح القرآن) ☆☆☆

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ

وہ مال وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا مندی چاہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں

الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

یہی سچے (مسلمان) ہیں

خلاصہ

مال فئی میں حق ہے ان فقراء مہاجرین حضرات کا جو دین کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کے طلبگار ہیں، وہ جہاد میں لگ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت کرتے ہیں بے شک یہی لوگ اپنے ایمان اور جہاد میں سچے ہیں۔

آسان تفسیر

اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ اموال فئی میں ان لوگوں کا بھی حصہ ہے جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے مشرکین مکہ کی ایذاء رسانیوں کی وجہ سے اپنے گھر بار اور اموال چھوڑ کر چلے آئے، جب مدینہ منورہ پہنچے تو حاجت مند اور تنگدست تھے ان پر بھی اموال فئی خرچ کئے جائیں۔ اموال اور گھر بار چھوڑ کر ان کا مدینہ منورہ آنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رضا مندی مطلوب ہے، انکی ہجرت کسی دنیاوی غرض سے نہیں ہے اور جو تکلیفیں ان کو پہنچی تھیں وہ اپنی جگہ ہیں ان کے علاوہ مدینہ منورہ آ کر بھی جہاد میں شریک ہونے کا سلسلہ جاری ہے وہ کافروں سے لڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں یہ لوگ اپنے ایمان کے تقاضوں میں سچے ہیں۔ (انوار البیان)

وہ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہیں

اس آیت مبارکہ میں حضرات مہاجرین کے بارے میں فرمایا

وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فی الجهاد فی سبیل الله کہ جہاد فی سبیل اللہ میں نکل کر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یعنی دین کی مدد اور نصرت کرتے ہیں۔ (القرطبی)

تفسیر حقانی میں ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں۔ اسلام کا لشکر جرار جس نے بڑے بڑے گردن کشوں کو سیدھا کر دیا انہیں لوگوں کا تھا۔ (حقانی)

ایمان اور جہاد میں سچے

ارشاد فرمایا:۔

اس آیت مبارکہ میں حضرات مہاجرین کے بارے میں فرمایا

وَّ یَنۡصُرُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

وَّ یَنۡصُرُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فی الجهاد فی سبیل الله کہ جہاد فی سبیل اللہ میں نکل کر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یعنی دین کی مدد اور نصرت کرتے ہیں۔ (القرطبی)

تفسیر حقانی میں ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں۔ اسلام کا لشکر جرار جس نے بڑے بڑے گردن کشوں کو سیدھا کر دیا انہیں لوگوں کا تھا۔ (حقانی)

ایمان اور جہاد میں سچے

ارشاد فرمایا:۔

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوۡنَ

یہی لوگ سچے ہیں

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوۡنَ فی ایمانهم وجهادهم

وہ اپنے ایمان اور جہاد میں سچے ہیں۔ (المدارک)

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:۔

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ای فی ایمانهم وجهادهم قولا وفعلاً

کہ وہ اپنے ایمان اور جہاد میں قول اور عمل کے اعتبار سے سچے ہیں۔ (البحر المحیط)

تفسیر مظہری میں ہے:۔

وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے کے مشتاق تھے۔ (مظہری)

(یعنی سچا ہونے کا مطلب ان کا شوق شہادت ہے)

قرطبی اور بغوی میں حضرت قتادہؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:۔

"یہ وہ مہاجر تھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں گھر بار مال متاع اور کنبہ قبیلہ چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے اور راہ اسلام میں ان کو کتنی ہی تکلیفیں برداشت کرنی پڑی مگر انہوں نے اسلام کو اختیار کیا۔

ان میں سے بعض تو بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے تا کہ اپنی کمر کو سیدھا کر سکیں، اور بعض سردی سے بچنے کے لئے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں رہتے تھے اور ان کے پاس سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

قال قتادہ هؤلا المهاجرون الذین ترکوا الدیار۔۔۔الخ (القرطبی)

اموال کی تقسیم کا عمدہ ضابطہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ (جنوبی دمشق) میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کے مال

کا خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے، خوب سن لو میں مال کی تقسیم کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات سے کرتا ہوں اور پھر مہاجرین اولین سے

فان الله تعالیٰ جعلنی له خازنا وقاسما الاوانی بادیٔ بازواج النبی ﷺ۔۔۔الخ (القرطبی)

پس مسلمانوں کے امیر کو یا جو بھی مسلمانوں کے مال کا امین ہو کو چاہیے کہ تقسیم میں ان حضرات کو مقدم رکھے جو دین کی خاطر قربانی میں مقدم ہوں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

آیت مبارکہ کے چند دیگر مضامین

❶ جب مسلمان کسی علاقے سے نکل جائیں یا مغلوب کر کے نکال دیئے جائیں تو کیا کافر مسلمانوں کی املاک کے مالک ہو جاتے ہیں، یہ مسئلہ المدارک میں مختصر اور تفسیر مظہری میں مفصل بیان ہوا ہے۔

❷ تفسیر کبیر میں اس آیت کے آخری جملے اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوۡنَ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ

بچنے کے لئے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں رہتے تھے اور ان کے پاس سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

قال قتادہ ھؤلا المھاجرون الذین ترکوا الدیار۔۔۔الخ (القرطبی)

اموال کی تقسیم کا عمدہ ضابطہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ (جنوبی دمشق) میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کے مال

کا خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے، خوب سن لو میں مال کی تقسیم کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات سے کرتا ہوں اور پھر مہاجرین اولین سے

فان اللہ تعالیٰ جعلنی له خازنا وقاسما الاوانی باديء بازواج النبی ﷺ۔۔۔الخ (القرطبی)

پس مسلمانوں کے امیر کو یا جو بھی مسلمانوں کے مال کا امین ہو کو چاہیے کہ تقسیم میں ان حضرات کو مقدم رکھے جو دین کی خاطر قربانی میں مقدم ہوں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

آیت مبارکہ کے چند دیگر مضامین

❶ جب مسلمان کسی علاقے سے نکل جائیں یا مغلوب کر کے نکال دیئے جائیں تو کیا کافر مسلمانوں کی املاک کے مالک ہو جاتے ہیں، یہ مسئلہ المدارک میں مختصر اور تفسیر مظہری میں مفصل بیان ہوا ہے۔

❷ تفسیر کبیر میں اس آیت کے آخری جملے أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل اور برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے (علامہ آلوسیؒ نے اس طرز استدلال کو پسند نہیں کیا اور لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس طرح کے استدلال کی محتاج نہیں ہے۔)

❸ تفسیر بغوی، خازن، قرطبی وغیرہا میں اس آیت کی روشنی میں فقراء مہاجرین کے فضائل بیان کئے ہیں اور کئی روایات ذکر فرمائی ہیں۔

❹ تفسیر مظہری اور تفسیر حقانی کے مصنفین نے اس آیت مبارکہ کی قوت سے صحابہ کرام کے دشمن روافض کی گردن ناپی ہے۔

سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ

اور وہ (مال) ان کے لئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ

اور وہ (مال) ان کے لئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ

پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ

کو دیا جائے اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس

الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹

وہی لوگ کامیاب ہیں

خلاصہ

اور مال فئے میں سے حضرات انصار کو بھی دیا جائے گا۔

1. حضرات انصار جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور ایمان کے دامن میں اچھی طرح پناہ لے چکے تھے اور وہ ایمان و عرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مستقیم ہو چکے تھے۔
2. وہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں، حتی کہ اپنے گھروں اور اپنے اموال میں ان کو خوشی کے ساتھ برابر کا شریک بناتے ہیں۔
3. وہ مہاجرین کی کسی بھی ترقی سے حسد نہیں کرتے، مہاجرین کو جو مال، عزت اور مقام ملے اس پر تنگ دلی اور حسد نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔
4. وہ ضرورت کے وقت بھی دوسروں کو اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں، خود سختیاں اور فاقے اٹھا کر بھی دوسروں تک بھلائی پہنچاتے ہیں، اور اپنے سے زیادہ دوسروں کی فکر رکھتے ہیں۔

بے شک وہ لوگ بہت کامیاب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دل کے لالچ اور حرص سے بچالے۔

ایمان حضرات صحابہ کرام کی قرارگاہ

ارشاد فرمایا:۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور وہ مال ان کے لئے بھی ہے جنہوں نے ان (مہاجرین) سے پہلے جگہ اور ٹھکانا بنایا ہے مدینہ میں اور ایمان میں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے مہاجرین سے پہلے مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنایا ہوا ہے اور وہ مضبوط ایمان بھی لا چکے ہیں۔

ونظم الآية وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ مِنْ قَبْلِهِمْ اى من قبل قدوم المهاجرين عليهم

وقد آمنوا لان الايمان ليس بمكان تبوء (بغوی)

وتوطنوا المدينة واخلصوا الايمان۔ (المدارک)

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ۔

انہوں نے ایمان کو اپنی قرارگاہ، اپنا وطن، اپنا گھر بنالیا ہے، یعنی وہ ایمان میں مضبوط ہو چکے ہیں، جم چکے ہیں، ایمان کے علاوہ اب کوئی ان کا ٹھکانہ نہیں اور وہ ایمان ہی کو اپنا سب کچھ بنا چکے ہیں۔

اى وجعلو الايمان مستقرا و متوطنا لهم لتمكنهم واستقامتهم عليه كما جعلوا المدينة كذلك۔ (المدارک)

ارشادفرمایا:۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اوروہ مال ان کے لئے بھی ہے جنہوں نے ان (مہاجرین) سے پہلے جگہ اور ٹھکانا بنایا ہے مدینہ میں اور ایمان میں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے مہاجرین سے پہلے مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنایا ہوا ہے اور وہ مضبوط ایمان بھی لاچکے ہیں۔

ونظم الآية وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ مِنْ قَبْلِهِمْ اى من قبل قدوم المهاجرين عليهم

وقد آمنوا لان الايمان ليس بمكان تبوء (بغوی)

وتوطنوا المدينة واخلصوا الايمان۔ (المدارک)

اوردوسرا مطلب یہ ہے کہ۔

انہوں نے ایمان کو اپنی قرارگاہ، اپنا وطن، اپنا گھر بنالیا ہے، یعنی وہ ایمان میں مضبوط ہو چکے ہیں، جم چکے ہیں، ایمان کے علاوہ اب کوئی ان کا ٹھکانہ نہیں اور وہ ایمان ہی کو اپنا سب کچھ بنا چکے ہیں۔

اى وجعلو الايمان مستقرا و متوطنا لهم لتمكنهم واستقامتهم عليه كما جعلوا المدينة كذلك۔ (المدارک)

ایمان کو انصار کی قرارگاہ اس لئے فرمایا کہ انصار برابر ایمان پر قائم رہے۔ (کبھی قرارگاہ ایمان سے نہ ہٹے) (مظہری)

مہاجرین کرام سے محبت

اللہ تعالیٰ انصار کی تعریف فرماتے ہیں کہ وہ مہاجرین سے محبت رکھتے تھے یہ بھی اُن کے بلند ایمان اور اعلیٰ اخلاق کی بڑی علامت تھی کہ انہوں نے وطنیت اور علاقیت پر ایمان کو ترجیح دی، مہاجرین کی خدمت تو کوئی بھی کر سکتا ہے مگر ان کے ساتھ محبت رکھنا یہ اسی کے بس میں ہے جس کے دل میں ایمان مضبوط ہو چکا ہو۔ حضرات انصار نے مہاجرین کرام کے لئے اپنے گھروں اور دلوں کے دروازے کھول دیئے وہ ان کو مالک بنا کر اپنے گھروں میں لے گئے اور خود کو خادم قرار دے دیا۔ انہوں نے اپنی ہر چیز ان مہاجر بھائیوں کے ساتھ برابر تقسیم کر دی تھی کہ بعض نے اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دی تا کہ مہاجر بھائی اس سے نکاح کر سکے" مفسرین کرام نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے لکھا ہے اہل ذوق مراجعت فرمالیں۔

حسد نہیں اپنائیت

ارشادفرمایا:۔ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے۔

جب کسی کے ساتھ مکمل اپنائیت ہو تو اسکی ترقی سے دل خوش ہوتا ہے جیسے والدین کو اپنی اولاد کا مال و دولت دیکھ کر خوشی ہوتی ہے حضرات انصار بھی مہاجرین کرام سے ایمانی محبت رکھتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ وہ بہتر سے بہتر حالت میں ہوں چنانچہ جب غزوہ بنی نضیر سے حاصل ہونے والا مال فئی سارا مہاجرین میں تقسیم کر دیا گیا اور انصار میں

سے سوائے دو تین حضرات کے کسی کو کچھ نہ ملا تو وہ تنگ دل نہ ہوئے بلکہ اس بات پر ان کے دل زیادہ خوش ہوئے کہ اب ان کے مہاجر بھائیوں کو زیادہ آسانی اور فراخی ہوگئی ہے۔

يعنى لايحسدون المهاجرين على ماخصوا به من مال الفئى وغيره۔ (القرطبى)

وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قسم اموال بنى النضير بين المهاجرين

ولم يعط الانصار منها شيئاً الاثلاثة فطابت انفس الانصار بذلك۔ (الخازن)

جو حضرات ان (انصار) کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں، ان کے دلوں میں یہ بات نہیں آتی کہ دوسرے علاقہ کے لوگ ہمارے یہاں آئے انکی وجہ سے ہماری معیشت پر اثر پڑے گا، یہی نہیں کہ ان کے آنے سے دلگیر (یعنی پریشان) نہیں ہوتے بلکہ سچے دل سے ان سے محبت کرتے ہیں تیسری تعریف یہ فرمائی کہ ہجرت کر کے آنے والوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اسکی وجہ سے اپنے سینوں میں کوئی حاجت یعنی حسد اور جلن کی کیفیت

کرخوشی ہوتی ہے حضرات انصار بھی مہاجرین کرام سے ایمانی محبت رکھتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ وہ بہتر سے بہتر حالت میں ہوں چنانچہ جب غزوہ بنی نضیر سے حاصل ہونے والا مال فئی سارا مہاجرین میں تقسیم کر دیا گیا اور انصار میں

سے سوائے دو تین حضرات کے کسی کو کچھ نہ ملا تو وہ تنگ دل نہ ہوئے بلکہ اس بات پر ان کے دل زیادہ خوش ہوئے کہ اب ان کے مہاجر بھائیوں کو زیادہ آسانی اور فراخی ہو گئی ہے۔

یعنی لایحسدون المھاجرین علی ماخصوا به من مال الفئی وغیرہ۔ (القرطبی)

وذلك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قسم اموال بنی النضیر بین المھاجرین ولم یعط الانصار منھا شیئاً الاثلاثة فطابت انفس الانصار بذلك۔ (الخازن)

جو حضرات ان (انصار) کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں، ان کے دلوں میں یہ بات نہیں آتی کہ دوسرے علاقہ کے لوگ ہمارے یہاں آئے انکی وجہ سے ہماری معیشت پر اثر پڑے گا، یہی نہیں کہ ان کے آنے سے دلگیر (یعنی پریشان) نہیں ہوتے بلکہ سچے دل سے ان سے محبت کرتے ہیں تیسری تعریف یہ فرمائی کہ ہجرت کر کے آنے والوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اسکی وجہ سے اپنے سینوں میں کوئی حاجت یعنی حسد اور جلن کی کیفیت محسوس نہیں کرتے یعنی وہ اس کا کچھ اثر نہیں لیتے کہ مہاجرین کو دیا گیا اور ہمیں نہیں دیا گیا۔ (انوار البیان)

حضرات انصار کے دل میں ایمان کی قدر تھی اور جس کے دل میں ایمان کی قدر ہو وہ اپنی مٹی کی پوجا نہیں کرتا بلکہ اپنی مٹی اور وطن کو بھی ایمان کی خاطر پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ حضرات انصار نے دیکھا کہ مہاجرین کرام نے ایمان کی خاطر اپنی مٹی کی پرواہ نہیں کی بلکہ اس کو چھوڑ کر آ گئے ہیں تب انہوں نے بھی ایمان کے تقاضے کو پورا کیا اور علاقے کا فرق اس طرح سے مٹایا کہ باہر والوں کو اپنا سردار بنا کر خود خادم بن گئے۔ وہ جانتے تھے کہ جو کلمہ مہاجرین نے پڑھا ہے وہی کلمہ ہم نے بھی پڑھا ہے۔ وہ کلمے کی خاطر اپنا وطن چھوڑ سکتے ہیں تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم کلمے کی خاطر ان کو برابر کا بھائی بنائیں اور اپنی علاقائی شناخت کو خود پر حاوی نہ ہونے دیں۔

حضرات انصار کے اس طرز عمل نے ایک ایسے "دار الاسلام" کی بنیاد رکھی جسمیں ہر مسلمان برابر کا شہری تھا اور مٹی کا فرق مٹی میں مل چکا تھا اور یہاں صرف ایمان کی قدر تھی اور ایمان کی عزت، چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد یہ دار الاسلام دنیا کے ایک بڑے حصے کا دار الحکومت اور دار الخلافہ بن گیا۔

آج مسلمانوں نے ایمان کو چھوڑ کر "مٹی" (یعنی علاقے) کی قدر شروع کر دی ہے چنانچہ وہ مٹی سے بھی زیادہ بے قدر ہوتے جا رہے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دوسروں کو اپنی جان پر ترجیح دینے والے

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اور اپنی جانوں پر (دوسرے مسلمانوں کو اور مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں حاجت ہو۔

یہ حضرات انصار کی بہت اونچی صفت تھی اور اس صفت اور خصلت نے ان کو بہت اونچے مقامات تک پہنچا دیا۔ ضرورت سے زائد چیزیں دے دینا تو اتنا مشکل نہیں ہے، لیکن جس چیز کا انسان خود محتاج ہو اسوقت اپنی

حاجت کو روک کر دوسروں کی ضرورت پوری کرنا ایک ایسی صفت ہے جو ایمان کامل کی برکت سے پیدا ہوتی ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کی یہ ایثار والی صفت صرف مال کے بارے میں نہیں تھی بلکہ انہوں نے تو اپنی جانیں تک اسی میں قربان کر دیں کہ دوسروں کی ضرورت پوری ہو جائے۔

امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ سب سے بڑا ایثار اپنی جان کا ایثار ہے اور اس میں بھی سب سے افضل یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت و حفاظت میں کوئی اپنی جان نچھاور کر دے۔ جس طرح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن خود رسول اللہ ﷺ کی ڈھال بنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی طرف آنیوالے تیر اپنے ہاتھوں اور جسم پر روک رہے تھے۔ اور معرکہ یرموک میں تین زخمی صحابہ کرام ایکدوسرے کی طرف پانی بھجواتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (جیسا کہ مشہور قصہ ہے۔) (القرطبی)

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایثار کے واقعات پر صفحات کے صفحات لکھے ہیں یہاں چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے، تفصیل کے لئے قرطبی، ابن کثیر اور بغوی کا مطالعہ کریں۔

❶ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب تشریف لائے ان کو کھانے کی حاجت تھی ازواج مطہرات کے ہاں

حاجت کو روک کر دوسروں کی ضرورت پوری کرنا ایک ایسی صفت ہے جو ایمان کامل کی برکت سے پیدا ہوتی ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی یہ ایثار والی صفت صرف مال کے بارے میں نہیں تھی بلکہ انہوں نے تو اپنی جانیں تک اسی میں قربان کر دیں کہ دوسروں کی ضرورت پوری ہو جائے۔

امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ سب سے بڑا ایثار اپنی جان کا ایثار ہے اور اس میں بھی سب سے افضل یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت و حفاظت میں کوئی اپنی جان نچھاور کر دے۔ جس طرح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن خود رسول اللہ ﷺ کی ڈھال بنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی طرف آنے والے تیر اپنے ہاتھوں اور جسم پر روک رہے تھے۔ اور معرکہ یرموک میں تین زخمی صحابہ کرام ایکدوسرے کی طرف پانی بھجواتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (جیسا کہ مشہور قصہ ہے۔) (القرطبی)

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایثار کے واقعات پر صفحات کے صفحات لکھے ہیں یہاں چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے، تفصیل کے لئے قرطبی، ابن کثیر اور بغوی کا مطالعہ کریں۔

❶ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب تشریف لائے ان کو کھانے کی حاجت تھی ازواج مطہرات کے ہاں سے معلوم کرایا گیا تو وہاں سوائے پانی کے کچھ نہ تھا تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ کون انکی مہمان نوازی کرے گا۔ ایک انصاری صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ اہلیہ نے بتایا کہ صرف بچوں کا کھانا رکھا ہے۔ فرمایا بچوں کو سلا دو، کھانا لگا دو، جب ہم کھانے بیٹھیں تو چراغ بجھا دینا تا کہ مہمان سیر ہو کر کھا لے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہمان نے سیر ہو کر کھا لیا۔ صبح وہ انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری مہمان نوازی کو پسند فرمایا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (مختصر از بخاری)

❷ جب غزوہ بنی نضیر کا مال اور زمین تقسیم ہونے لگیں تو آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا چاہو تو یہ اموال تم میں اور مہاجرین میں تقسیم کر دوں اور مہاجرین پہلے کی طرح تمہارے گھروں میں رہیں اور تمہارے اموال میں شریک رہیں اور چاہو تو میں یہ اموال مہاجرین میں تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھروں کو خالی کر دیں۔ حضرات انصار نے عرض کیا کہ آپ یہ تمام اموال مہاجرین میں تقسیم فرما دیں اور مہاجرین ہمارے گھروں اور اموال میں بھی پہلے کی طرح شریک رہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یا اللہ انصار پر رحمت فرما اور انصار کی اولاد پر رحمت فرما۔ (القرطبی)

❸ رسول اللہ ﷺ جب انصار میں ''بحرین'' کی زمین تقسیم فرمانے لگے تو انصار نے عرض کیا کہ ہم اس وقت لیں گے جب ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اتنا ہی حصہ دیا جائے۔ (ابن کثیر)

دیگر واقعات کے لئے ملاحظہ فرمائیے ابن کثیر، قرطبی، مظہری وغیرھا

بخل سے نجات بڑی کامیابی

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور جو اپنے نفس کی لالچ (اور کنجوسی) سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

❶ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ''بخل'' اور ''شح'' ایک ہی چیز کا نام ہے۔ الشح والبخل سواء۔ (القرطبی)

❷ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ کنجوسی کو تو بخل کہتے ہیں لیکن اگر یہ بڑھ جائے اور ساتھ حرص بھی پیدا ہو جائے تو اسے ''شح'' کہتے ہیں وجعل بعض اهل اللغة الشح اشد من البخل وفي الصحاح: الشح البخل مع حرص۔ (القرطبی)

❸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ''شح'' کسی دوسرے کے مال کو ناحق لے لینے کو کہتے ہیں۔ (احکام القرآن)

❹ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں ''شح'' کا مطلب حرام مال جمع کرنا اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔

❺ طاؤسؒ فرماتے ہیں۔ بخل تو اپنے مال میں ہوتا ہے جبکہ ''شح'' دوسروں کے مال پہ ہوتا ہے کہ یہ مال بھی مجھے مل جائے حلال ذریعے سے ملے یا حرام طریقے سے۔ (القرطبی)

لالچ ایک تباہ کن بیماری

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور جو اپنے نفس کی لالچ (اور کنجوسی) سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

❶ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "بخل" اور "شح" ایک ہی چیز کا نام ہے۔الشح والبخل سواء۔(القرطبی)

❷ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ کنجوسی کو تو بخل کہتے ہیں لیکن اگر یہ بڑھ جائے اور ساتھ حرص بھی پیدا ہو جائے تو اسے "شح" کہتے ہیں وجعل بعض اهل اللغة الشح اشد من البخل وفی الصحاح: الشح البخل مع حرص۔ (القرطبی)

❸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا "شح" کسی دوسرے کے مال کو ناحق لے لینے کو کہتے ہیں۔(احکام القرآن)

❹ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں "شح" کا مطلب حرام مال جمع کرنا اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔

❺ طاؤسؒ فرماتے ہیں۔بخل تو اپنے مال میں ہوتا ہے جبکہ "شح" دوسروں کے مال پہ ہوتا ہے کہ یہ مال بھی مجھے مل جائے حلال ذریعے سے ملے یا حرام طریقے سے۔(القرطبی)

لالچ ایک تباہ کن بیماری

"شح" بری صفات میں سے ہے،جس کا ترجمہ لالچ سے کیا جاتا ہے اور اس سے بچنے کو کامیابی فرمایا ہے۔دنیا اور دنیا کی سینکڑوں محرومیاں اسی لالچ سے پیدا ہوتی ہیں،لوگوں کی آنکھوں میں یہ انسان کو حقیر کر دیتی ہے،ہمدردی اور سعادت کے کاموں میں حصہ نہیں لینے دیتی،لالچی اور بخیل کو ہم نے اپنے گھر میں بھی اس کے متعلقین کے نزدیک عزت پاتے نہیں دیکھا،ایسے آدمی کو لئیم کہتے ہیں جس کا مال اس کے مرنے کے بعد فضول خرچی میں صرف ہوتا ہے، دنیا میں جس قدر اولوالعزم لوگ گذرے ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ ناپاک خصلت نہ تھی،شح کیا ہے؟ تمام عمر خون جگر کھایا،دولت سے فائدہ تک نہ اٹھایا،نہ نفس کو آرام دیا،نہ نیکی کے کاموں میں حصہ لیا پھر مر گیا اور مال چھوڑ گیا اور اپنے ساتھ حسرت لے گیا۔یہی انسان کو چوری،خیانت،قتل،ظلم،جھوٹ بولنے،کم تولنے پر مجبور کرتا ہے،بہادرانہ کاموں سے روکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو اس سے نفرت دلاتا ہے،اس کا نام لینے کو بھی لوگ معیوب سمجھتے ہیں،مرنے کے بعد برائی سے یاد کرتے ہیں،پھر جس کو اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک خصلت سے بچالیا اس کے کامیاب ہونے میں کیا شک ہے۔(حقانی،تسہیل)

لالچ سے حفاظت کی دعاء

❶ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:۔

رسول نبی کریم ﷺ دعاء فرماتے تھے اللّٰهم انی اعوذبك من شح نفسی واسرافها و وساو سها۔

اے میرے اللہ تعالیٰ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کی لالچ،اس کے اسراف اور اس کے وساوس سے۔

❷ ابوالھیاج اسدیؒ فرماتے ہیں میں نے طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صرف یہی ایک دعاء مانگ

رہے تھے، اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ۔میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا اگر میں نفس کے لالچ سے بچ گیا تو نہ چوری کروں گا،نہ بدکاری کروں گا اور نہ کوئی اور گناہ۔

بعد میں پتا چلا کہ وہ شخص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔(القرطبی)

حضرات مفسرین نے بخل اور شح کی مذمت پر کئی احادیث و روایات بھی لکھی ہیں ابن کثیر،بغوی،مظہری اور انوار البیان میں ملاحظہ فرمالیں۔یہاں صرف ایک روایت پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایجتمع غبار فی سبیل الله ودخان جهنم فی جوف عبد ابداً ولا یجتمع الشح والایمان فی قلب عبد ابداً(اخرجہ النسائی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بندے کے پیٹ میں جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور کسی بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔(الخازن)

تقسیم انعام کے وقت اچھے اوصاف کی قدر دانی

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّة — آیت ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

اوران کے لئے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ

دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب بے

اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

خلاصہ

اور مال فئے میں حق ہے ان مسلمانوں کا جو حضرات مہاجرین وانصار کے بعد ہیں۔ یعنی تابعین اور قیامت تک کے مسلمان جو اپنے سے پہلے ایمان لانے والوں کی فضیلت واحترام کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ یعنی سابقین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور کسی مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں بیر اور بغض نہیں رکھتے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر (یعنی دشمنی اور بغض) نہ رکھیں، امام مالکؒ نے یہیں سے فرمایا کہ جو شخص حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے بغض رکھے اور انکی بدگوئی کرے اس کے لئے مال فئے میں کوئی حصہ نہیں۔ (موضح القرآن)

آیت مبارکہ کے مضامین

❶ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اوران کے لئے بھی مال فئے میں حصہ ہے جو ان کے بعد آئے۔ بعد والوں سے کون مراد ہیں، حضرات مفسرین نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ بعد والوں سے تمام مسلمان مراد ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے بغوی، قرطبی، ابن کثیر۔

❷ مال فئی کی تقسیم کا طریقہ کار۔ چونکہ اس آیت مبارکہ پر مال فئی کے مصارف مکمل ہو رہے ہیں تو بعض مفسرین نے مال فئی کی تقسیم کے طریقہ کار پر بحث فرمائی ہے۔ تفسیر مظہری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مال فئی کی تقسیم کے بارے میں طریقہ کار تفصیل سے لکھا ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔

❸ حضرات صحابہ کرام سے محبت کا وجوب۔ بعد کے مسلمانوں کو مال فئی میں سے حصہ اس شرط پر ملا کہ وہ پہلے والے مسلمانوں یعنی حضرات صحابہ کرام سے محبت رکھیں چنانچہ جو لوگ (نعوذ باللہ) حضرات صحابہ کرام سے

بغض رکھتے ہیں ان کے لئے مال فئے میں کچھ حصہ نہیں، تفسیر بغوی، خازن، قرطبی، ابن کثیر، روح المعانی اور مظہری میں اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

❹ مسلمانوں کے لئے دل میں بغض، کینہ اور حسد نہ ہو۔ یہ بھی اس آیت مبارکہ کا ایک واضح سبق ہے، مفسرین نے اس پر کئی احادیث وروایات بیان فرمائی ہیں ملاحظہ فرمایئے روح المعانی، اور انوار البیان

آیت مبارکہ سے تمام مسلمان مراد ہیں

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین کے بعد دیگر مسلمان جو قیامت تک آئیں گے ان سب پر مال فئے میں سے خرچ کیا جائے گا۔ ابن جریرؒ نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (سورۃ الحشر کی) یہ (چار) آیات پڑھیں ما افاء الله على رسوله من اهل القرىٰ سے رؤف رحيم تک پھر فرمایا یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے اور ہر مسلمان کا مال فئی میں حق ہے پھر فرمایا اگر میں زندہ رہا تو "سروحمیر" میں بکریاں چرانے والے چرواہے کا حصہ بھی اسکو پہنچ کر رہے گا اور اس کے حاصل کرنے میں اس کی پیشانی عرق آلود نہیں ہوگی ("سروحمیر" مدینہ منورہ سے ایک دور دراز علاقہ ہے کہ وہاں کے مسلمان چرواہے کو بغیر محنت کئے بغیر پسینہ بہائے اس کا حصہ پہنچ جائے گا) (ابن کثیر)

والے مسلمانوں یعنی حضرات صحابہ کرام سے محبت رکھیں چنانچہ جو لوگ (نعوذ باللہ) حضرات صحابہ کرام سے

بغض رکھتے ہیں ان کے لئے مال فئے میں کچھ حصہ نہیں، تفسیر بغوی، خازن، قرطبی، ابن کثیر، روح المعانی اور مظہری میں اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

❹ مسلمانوں کے لئے دل میں بغض، کینہ اور حسد نہ ہو۔ یہ بھی اس آیت مبارکہ کا ایک واضح سبق ہے، مفسرین نے اس پر کئی احادیث و روایات بیان فرمائی ہیں ملاحظہ فرمایئے روح المعانی، اور انوار البیان

آیت مبارکہ سے تمام مسلمان مراد ہیں

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین کے بعد دیگر مسلمان جو قیامت تک آئیں گے ان سب پر مال فئے میں سے خرچ کیا جائے گا۔ ابن جریرؒ نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (سورۃ الحشر کی) یہ (چار) آیات پڑھیں ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری سے رؤف رحیم تک پھر فرمایا یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے اور ہر مسلمان کا مال فئی میں حق ہے پھر فرمایا اگر میں زندہ رہا تو ”سروحمیر“ میں بکریاں چرانے والے چرواہے کا حصہ بھی اسکو پہنچ کر رہے گا اور اس کے حاصل کرنے میں اس کی پیشانی عرق آلود نہیں ہوگی (”سروحمیر“ مدینہ منورہ سے ایک دور دراز علاقہ ہے کہ وہاں کے مسلمان چرواہے کو بغیر محنت کئے بغیر پسینہ بہائے اس کا حصہ پہنچ جائے گا) (ابن کثیر)

مال فئی میں اصل بات یہ ہے کہ اس پر مالکانہ اختیار جناب رسول اللہ ﷺ کا تھا اور آپ ﷺ کے بعد اب مسلمانوں کے خلیفہ کو اس پر حاکمانہ اختیار حاصل ہے۔ البتہ وہ ان اموال کو کہاں تقسیم کرے گا تو اس کے لئے اسے مصارف بتا دیئے گئے کہ ان ان لوگوں میں تقسیم کر سکتا ہے، پس مال فئی سے وہ ہر مسلمان کو دے سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تین کامیاب طبقے

ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں:۔

لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ ❶ حضرات مہاجرین۔ ❷ حضرات انصار۔ ❸ ان کے بعد والے مسلمان (جو پہلے والوں کے لئے دعاء کرتے ہوں)

پس کوشش کرو کہ ان تین طبقوں سے باہر نہ نکلو۔

بعض اہل علم کا فرمان ہے:۔

تم سورج بنو، اگر اسکی طاقت نہیں رکھتے ہو تو چاند بنو اور اگر اسکی بھی طاقت نہیں رکھتے ہو تو روشن ستارے بنو اور اگر یہ بھی نہ بن سکو تو چھوٹے ستارے بنو اور نور سے خود کو نہ کاٹو۔

مطلب اس بات کا یہ ہے کہ ۔

تم مہاجرین میں سے بنو۔ اگر تم کہو گے کہ یہ تو اب ممکن نہیں تو پھر انصار میں سے بنو۔ اور انصاری بھی نہیں بن سکتے

تو ان مہاجرین وانصار جیسے اعمال کرو اور اگر اسکی طاقت بھی نہیں رکھتے ہو تو ان سے محبت رکھو اور ان کے لئے استغفار کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے مصعب بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ دو طبقے تو گذر چکے اب تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ اس تیسرے طبقے میں سے بن جاؤ (جو حضرات صحابہ کرام سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور انکی اتباع کرتے ہیں)

قال ابن ابی لیلیٰ الناس علی ثلاثة منازل۔۔۔۔۔الخ (القرطبی)

حضرات صحابہؓ کرام کے لئے دعاء

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

تمہیں حکم دیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام کے لئے استغفار کرو جبکہ تم نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ امت ختم نہیں ہوگی یہانتک کہ اس کے بعد والے اپنے پہلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

بغض رکھتے ہیں ان کے لئے مال فئے میں کچھ حصہ نہیں، تفسیر بغوی، خازن، قرطبی، ابن کثیر، روح المعانی اور مظہری میں اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

❹ مسلمانوں کے لئے دل میں بغض، کینہ اور حسد نہ ہو۔ یہ بھی اس آیت مبارکہ کا ایک واضح سبق ہے، مفسرین نے اس پر کئی احادیث و روایات بیان فرمائی ہیں ملاحظہ فرمایئے روح المعانی، اور انوار البیان

آیت مبارکہ سے تمام مسلمان مراد ہیں

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین کے بعد دیگر مسلمان جو قیامت تک آئیں گے ان سب پر مال فئے میں سے خرچ کیا جائے گا۔ ابن جریرؒ نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (سورة الحشر کی) یہ (چار) آیات پڑھیں ماافاء الله علی رسوله من اهل القریٰ سے روف رحیم تک پھر فرمایا یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے اور ہر مسلمان کا مال فئی میں حق ہے پھر فرمایا اگر میں زندہ رہا تو ''سروحمیر'' میں بکریاں چرانے والے چرواہے کا حصہ بھی اسکو پہنچ کر رہے گا اور اس کے حاصل کرنے میں اس کی پیشانی عرق آلود نہیں ہوگی (''سروحمیر'' مدینہ منورہ سے ایک دور دراز علاقہ ہے کہ وہاں کے مسلمان چرواہے کو بغیر محنت کئے بغیر پسینہ بہائے اس کا حصہ پہنچ جائے گا) (ابن کثیر)

مال فئی میں اصل بات یہ ہے کہ اس پر مالکانہ اختیار جناب رسول اللہ ﷺ کا تھا اور آپ ﷺ کے بعد اب مسلمانوں کے خلیفہ کو اس پر حاکمانہ اختیار حاصل ہے۔ البتہ وہ ان اموال کو کہاں تقسیم کرے گا تو اس کے لئے اسے مصارف بتا دیئے گئے کہ ان ان لوگوں میں تقسیم کر سکتا ہے، پس مال فئی سے وہ ہر مسلمان کو دے سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تین کامیاب طبقے

ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں:۔

لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ ❶ حضرات مہاجرین۔ ❷ حضرات انصار۔ ❸ ان کے بعد والے مسلمان (جو پہلے والوں کے لئے دعاء کرتے ہوں)

پس کوشش کرو کہ ان تین طبقوں سے باہر نہ نکلو۔

بعض اہل علم کا فرمان ہے:۔

تم سورج بنو، اگر اسکی طاقت نہیں رکھتے ہو تو چاند بنو اور اگر اسکی بھی طاقت نہیں رکھتے ہو تو روشن ستارے بنو اور اگر یہ بھی نہ بن سکو تو چھوٹے ستارے بنو اور نور سے خود کو نہ کاٹو۔

مطلب اس بات کا یہ ہے کہ ۔

تم مہاجرین میں سے بنو۔ اگر تم کہو گے کہ یہ تو اب ممکن نہیں تو پھر انصار میں سے بنو۔ اور انصاری بھی نہیں بن سکتے

تو ان مہاجرین و انصار جیسے اعمال کرو اور اگر اسکی طاقت بھی نہیں رکھتے ہو تو ان سے محبت رکھو اور ان کے لئے استغفار کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے مصعب بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ دو طبقے تو گذر چکے اب تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ اس تیسرے طبقے میں سے بن جاؤ (جو حضرات صحابہ کرام سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور انکی اتباع کرتے ہیں)

قال ابن ابی لیلیٰ الناس علی ثلاثة منازل ــــ الخ (القرطبی)

حضرات صحابہؓ کرام کے لئے دعاء

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

تمہیں حکم دیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام کے لئے استغفار کرو جبکہ تم نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ امت ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس کے بعد والے اپنے پہلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت: امرتم بالاستغفار لاصحاب محمد صلی الله علیه وسلم فسببتموهم سمعت نبیکم صلی الله علیه وسلم یقول: لاتذهب هذه الامة حتی یلعن آخرها اولها (البغوی)

تم مہاجرین میں سے بنو۔ اگر تم کہو گے کہ یہ تو اب ممکن نہیں تو پھر انصار میں سے بنو۔ اور انصاری بھی نہیں بن سکتے

تو ان مہاجرین وانصار جیسے اعمال کرو اور اگر اسکی طاقت بھی نہیں رکھتے ہو تو ان سے محبت رکھو اور ان کے لئے استغفار کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے مصعب بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ دو طبقے تو گذر چکے اب تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ اس تیسرے طبقے میں سے بن جاؤ (جو حضرات صحابہ کرام سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور انکی اتباع کرتے ہیں)

قال ابن ابی لیلیٰ الناس علی ثلاثة منازل۔۔۔۔۔۔الخ (القرطبی)

حضرات صحابہؓ کرام کے لئے دعاء

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

تمہیں حکم دیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام کے لئے استغفار کرو جبکہ تم نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ امت ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس کے بعد والے اپنے پہلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنها قالت:امر تم بالا ستغفار لاصحاب محمد صلی اللہ علیه وسلم فسببتموهم سمعت نبیکم صلی اللہ علیه وسلم یقول: لاتذهب هذه الامة حتی یلعن آخرها اولها۔ (البغوی)

مالک بن مغولؒ فرماتے ہیں مجھ سے عامر بن شرحبیل الشعبیؒ نے فرمایا اے مالک! یہود ونصاریٰ ایک بات میں روافض سے اچھے نکلے وہ یہ کہ یہودیوں سے پوچھا گیا کہ تمہارے دین میں بہترین لوگ کون ہیں انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی۔ اور نصاریٰ سے پوچھا گیا کہ تم میں سے بہترین لوگ کون ہیں انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور روافض سے پوچھا گیا تمہارے دین میں بدترین لوگ کون ہیں تو انہوں نے کہا (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ کے صحابہ (البغوی، القرطبی)

امام مالکؒ فرماتے ہیں:۔

جو کسی ایک صحابی سے بھی بغض رکھتا ہو یا اس کے دل میں ان کے لئے کینہ ہو تو مسلمانوں کے مال فئے میں اس کا کوئی حق نہیں پھر انہوں نے یہی آیات پڑھیں

قال مالك بن انس من یبغض احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم او كان فی قلبه علیهم غل فلیس له حق فی فئی المسلمین ثم تلا ماافاء اللہ الی رؤف رحیم۔ (البغوی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرات صحابہ کرام کا عمل تو بند ہو گیا (کہ وفات کی وجہ سے اب نیک اعمال خود نہیں کر سکتے) مگر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا کہ ان کا اجر بند نہ ہو (پس لوگوں کے اس طرح زبان چلانے پر ان کو اجر ملتا ہے۔)

وروی عن جابر قال قیل لعائشة ان ناساً یتناولون اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی ابابكر و عمر فقالت وما تعجبون من هذا انقطع عنهم العمل فاحب اللہ ان لا یقطع عنهم الاجر۔ (الخازن)

عروج اور زوال کے اسباب

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں سورۃ الحشر میں پانچ مضامین کا بیان ہے۔

1. مسلمانوں کی سلطنت کی ابتداء
2. اسباب بقاء۔ یعنی وہ اسباب جنکی وجہ سے سلطنت باقی رہتی ہے۔
3. اسباب فناء: یعنی وہ اسباب جو سلطنت کے زوال کا ذریعہ بنتے ہیں۔
4. قرآن پر عامل ہونا اور دنیا میں ذلیل ہو کر رہنا ناممکن ہے۔
5. شرائط استفادہ من القرآن۔

وفات کی وجہ سے اب نیک اعمال خود نہیں کر سکتے) مگر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا کہ ان کا اجر بند نہ ہو (پس لوگوں کے اس طرح زبان چلانے پر ان کو اجر ملتا ہے۔)

وروی عن جابر قال قیل لعائشة ان ناساً یتناولون اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی ابابکر و عمر فقالت وما تعجبون من هذا انقطع عنهم العمل فاحب الله ان لا یقطع عنهم الاجر۔ (الخازن)

عروج اور زوال کے اسباب

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں سورۃ الحشر میں پانچ مضامین کا بیان ہے۔

1. مسلمانوں کی سلطنت کی ابتداء
2. اسباب بقاء۔ یعنی وہ اسباب جنکی وجہ سے سلطنت باقی رہتی ہے۔
3. اسباب فناء: یعنی وہ اسباب جو سلطنت کے زوال کا ذریعہ بنتے ہیں۔
4. قرآن پر عامل ہونا اور دنیا میں ذلیل ہو کر رہنا ناممکن ہے۔
5. شرائط استفادہ من القرآن۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جب مسلمان جہاد کریں گے، اموال کو ٹھیک طرح سے تقسیم کریں گے اور انکی جماعت میں باہمی محبت ہوگی۔ ایسی محبت جو خود غرضی، بخل اور حسد سے پاک ہو اور ایثار پر مبنی ہو اور چھوٹے اپنے بڑوں کا اکرام کریں گے تو سلطنت قائم رہے گی اور ترقی کرے گی مگر جب جماعت میں اخلاص والی محبت کی جگہ باہمی نفاق آجائے گا تو زوال شروع ہو جائے گا۔

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:۔

جس وقت کسی قوم میں منافق پیدا ہو جائیں جو بظاہر اپنی قوم سے ملے رہیں اور در پردہ اپنی قوم کے دشمن سے ساز باز رکھیں اور بجائے اپنی قوم کے دشمنوں کی خیر خواہی میں منہمک رہیں ایسے وقت میں اس قوم کی سلطنت کو زوال آتا ہے۔ لہٰذا اس یعنی (اگلے رکوع) میں مسلمانوں کو اس نالائق طبقے کے حالات سے مطلع کیا گیا ہے تاکہ ان سے بچیں (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

حضور اقدس ﷺ نے منافقین کے فتنے کو بہت حکمت کے ساتھ شکست دی جسکی وجہ سے مسلمانوں کی قوت اور حکومت محفوظ رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ترقی کرتی چلی گئی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر زمانے میں منافقین اور انکی چالوں سے ہوشیار رہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱۔۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم

مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ

نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں

فِيْكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَّإِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

گے اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ١٢-١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ

نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں

فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

گے اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا

ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد بھی

يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾

نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کو مدد نہ دی جائے گی۔

خلاصہ

عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے یہود ''بنی النضیر'' کو خفیہ پیغام بھیجا تھا کہ گھبرانا نہیں اور اپنے کو اکیلا مت سمجھنا، اگر مسلمانوں نے تم کو نکالا، ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور لڑائی کی نوبت آئی تو تمہاری مدد کریں گے، یہ ہمارا بالکل اٹل اور قطعی فیصلہ ہے، اس کے خلاف تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ماننے والے اور پرواہ کرنے والے نہیں۔

اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں، یہ دل سے نہیں کہہ رہے بلکہ محض یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے کے لئے یہ باتیں بنا رہے ہیں اور یہ جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ہرگز اس پر عمل نہیں کریں گے۔

چنانچہ لڑائی کا ماحول بنا اور ''بنی نضیر'' گھیر لئے گئے، ایسی نازک صورتحال میں کوئی منافق ان کی مدد کو نہ پہنچا اور آخر کار جب وہ نکالے گئے اس وقت یہ آرام سے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہے اور قرآن پاک نے بتا دیا کہ اگر بالفرض منافق انکی مدد کو نکلے بھی تو نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور پھر نہ ان یہودیوں کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ ان منافقین کا۔ مگر منافقین مدد کے لئے نکلے ہی نہیں۔

ایک بشارت اور سچی پیشین گوئی

یہ آیات غزوہ بنی نضیر سے پہلے نازل ہوئیں اور ان میں مسلمانوں کے لئے بشارت تھی کہ کافروں اور منافقوں کا

اتحاد کچھ نہیں کر سکے گا اور مسلمان کامیاب اور فتحیاب ہوں گے۔

وهذه بشارة مستقلة بنفسها (ابن کثیر)

اور یہ آیات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں اور آپکی برحق نبوت پر دلیل ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جیسے خبر دی بالکل ویسے ہی ہوا۔ وفيه دليل علىٰ صحة النبوة لانه اخبار بالغيب. (المدارک)

منافقوں کا نہ کوئی دین نہ کوئی عقیدہ

منافقین کا کوئی دین، کوئی کتاب، کوئی عقیدہ نہیں ہوتا، وہ اپنی خواہشات کے غلام اور اپنے مفادات کے بندے ہوتے ہیں، پس جو کافر انکی باتوں میں آ کر مسلمانوں سے لڑائی مول لے لیتے ہیں وہ بعد میں پچھتاتے ہیں کیونکہ منافق کافروں کا ساتھ تو دیتے ہیں مگر جب اپنے اوپر خطرہ دیکھتے ہیں تو کافروں کا ساتھ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:۔

تعجب من اغترار اليهود بما وعدهم المنافقون من النصر مع علمهم بانهم

[illegible] (القرطبی)

اتحاد کچھ نہیں کر سکے گا اور مسلمان کامیاب اور فتحیاب ہوں گے۔

وهذه بشارة مستقلة بنفسها (ابن کثیر)

اور یہ آیات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں اور آپکی برحق نبوت پر دلیل ہیں کہ آپ نے اللہ تعالی کے حکم سے جیسے خبر دی بالکل ویسے ہی ہوا۔ وفيه دليل علىٰ صحة النبوة لانه اخبار بالغيب۔ (المدارک)

منافقوں کا نہ کوئی دین نہ کوئی عقیدہ

منافقین کا کوئی دین، کوئی کتاب، کوئی عقیدہ نہیں ہوتا، وہ اپنی خواہشات کے غلام اور اپنے مفادات کے بندے ہوتے ہیں، پس جو کافر انکی باتوں میں آکر مسلمانوں سے لڑائی مول لے لیتے ہیں وہ بعد میں پچھتاتے ہیں کیونکہ منافق کافروں کا ساتھ تو دیتے ہیں مگر جب اپنے اوپر خطرہ دیکھتے ہیں تو کافروں کا ساتھ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:۔

تعجب من اغترار اليهود بما وعدهم المنافقون من النصر مع علمهم بأنهم لا يعتقدون ديناً ولا كتاباً۔ (القرطبی)

پس مسلمانوں کی مضبوط قوت اور مثالی اجتماعیت ہی ان کو منافقین کے فتنے سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بن سکتی ہے جیسا کہ غزوہ بنی نضیر کے موقع پر ہوا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَاَ اَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

البتہ تمہارا خوف ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ (کے خوف) سے زیادہ ہے یہ اس لئے کہ وہ

لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۱۳

لوگ سمجھتے نہیں

خلاصہ

☆ منافقین مسلمانوں سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں

☆ منافقین اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے

☆ منافقین اللہ تعالیٰ کی عظمت کو نہیں سمجھتے، اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ آخرت کیا ہے اور آخرت کا عذاب دنیا کی مصیبت سے کتنا زیادہ سخت ہے۔

☆ منافقین بے سمجھ لوگ ہیں۔ وقتی نفع اور نقصان کو تو سامنے رکھتے ہیں مگر اصل حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

بیوقوف لوگ

''ان بیوقوفوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مسلمانوں کا ڈر ہے'' (حضرت لاہوریؒ)

منافقین دراصل خود کو عقلمند سمجھتے ہیں کہ ہم زمانے کے ساتھ چلتے ہیں اور وقت کے تقاضوں کو جانتے ہیں، قرآن پاک نے سمجھا دیا کہ یہ بیوقوف اور بے سمجھ لوگ ہیں۔

''یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سمجھتے اور دل میں اس کا ڈر ہوتا تو کفر و نفاق کیوں اختیار کرتے ہاں مسلمانوں کی شجاعت و بسالت سے ڈرتے ہیں اسی لئے ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے نہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ (عثمانی)

لایعلمون اللہ وعظمته حتی یخشوه حق خشیته۔ (المدارک)

وقتی مصیبت سے ڈرتے ہیں آخرت کے عذاب سے نہیں

امام ابوحیانؒ فرماتے ہیں:

وہ منافقین تم مسلمانوں کی طرف سے فوری سزا سے تو ڈرتے ہیں اس لئے مقابلے پر نہیں آ رہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے آئندہ آنے والے اخروی عذاب کو نہ وہ مانتے ہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔

لانهم یتوقعون عاجل شرکم، ولعدم ایمانهم لایتوقعون آجل عذاب الله ۔ (البحر المحیط)

پس جس آدمی کی زندگی میں صرف دنیا کے نفع نقصان ہی کی فکر اثر انداز ہو اس پر نفاق کا حملہ ہوتا ہے۔ اعاذنا اللہ بفضله ومنه۔

شجاعت و بہادری کی اصل بنیاد

شجاعت و بہادری کی اصل بنیاد اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور منافقین اسی نعمت سے محروم ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت۔

''یہ منافق اللہ تعالیٰ سے اتنا نہیں ڈرتے جسقدر اے مسلمانو! یہ تم سے ڈرتے ہیں، بے سمجھ لوگ ہیں، بندہ کا کیا ڈر، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جس کے قبضہ قدرت میں ہر بات ہے، جو قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے اس سے سب ڈرنے لگتے ہیں، ان پر پھر کسی کا خوف غالب نہیں آتا، یہی شجاعت کا اصل اصول ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حاصل تھا۔ (حقانی)

وہ منافقین تم مسلمانوں کی طرف سے فوری سزا کے آنے کو ڈرتے ہیں ان کے مقابلے پر نہیں آرہے جبکہ اللہ تعالی

کے آئندہ آنے والے اخروی عذاب کو نہ وہ مانتے ہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔

لانهم يتوقعون عاجل شركم، ولعدم ايمانهم لايتوقعون آجل عذاب الله ۔ (البحرالمحيد)

پس جس آدمی کی زندگی میں صرف دنیا کے نفع نقصان ہی کی فکر اثر انداز ہو اس پر نفاق کا حملہ ہوتا ہے۔ اعاذنا الله بفضله ومنه۔

شجاعت وبہادری کی اصل بنیاد

شجاعت وبہادری کی اصل بنیاد اللہ تعالی کا خوف ہے اور منافقین اسی نعمت سے محروم ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت۔

"یہ منافق اللہ تعالی سے اتنا نہیں ڈرتے جس قدر اے مسلمانو! یہ تم سے ڈرتے ہیں، بے سمجھ لوگ ہیں، بندہ کا کیا ڈر، اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے جس کے قبضہ قدرت میں ہر بات ہے، جو قوم اللہ تعالی سے ڈرتی ہے اس سے سب ڈرنے لگتے ہیں، ان پر پھر کسی کا خوف غالب نہیں آتا، یہی شجاعت کا اصل اصول ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حاصل تھا۔ (حقانی)

فائدہ

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالی سے زیادہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ جبکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہود اور منافقین دونوں کے بارے میں ہے۔

يعنى صدوربنى النضير وقيل فى صدور المنافقين، ويحتمل ان يرجع الى الفريقين۔ (القرطبی)

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ | آیت ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ

وہ تم سے سب مل کر بھی نہیں لڑسکتے مگر محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں ان کی

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ

لڑائی تو آپس میں سخت ہے آپ ان کو متفق سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ

وہ تم سے سب مل کر بھی نہیں لڑ سکتے مگر محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں ان کی

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ

لڑائی تو آپس میں سخت ہے آپ ان کو متفق سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے

خلاصہ

یہود اور منافقین بزدل لوگ ہیں وہ مسلمانوں کے سامنے آ کر نہیں لڑ سکتے۔ قلعوں، دیواروں اور حفاظتی پناہ گاہوں کے پیچھے سے لڑتے ہیں یہ بے مقصد لوگ ہیں، اگر چہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک اپنے مفاد اور غرض کا غلام ہے اس لئے ان کے دل الگ الگ ہیں۔ اور وہ ایکدوسرے کے سخت دشمن ہیں۔ اور وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔

مختصر و جامع تفسیر

"چونکہ ان لوگوں کے دل مسلمانوں سے مرعوب اور خوفزدہ ہیں اس لئے کھلے میدان میں جنگ نہیں کر سکتے ہاں گنجان بستیوں میں قلعہ نشین ہو کر یا دیواروں اور درختوں کی آڑ میں چھپ کر لڑ سکتے ہیں ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، کہ یورپ نے مسلمانوں کی تلوار سے عاجز ہو کر قسم قسم کے آتشبازی اسلحہ (بم، میزائل وغیرہ) اور طریق جنگ ایجاد کئے ہیں تاہم اب بھی اگر کسی وقت دست بدست جنگ کی نوبت آ جاتی ہے تو چند ہی منٹ میں دنیا لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ کا مشاہدہ کر لیتی ہے۔ باقی اس قوم (ہندوؤں) کا تو کہنا ہی کیا جس کے نزدیک چھتوں پر چڑھ کر اینٹ پتھر پھینکنا اور تیزاب کی پچکاریاں چلانا ہی سب سے بڑی علامت بہادری کی ہے بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ یعنی آپس کی لڑائی میں بڑے تیز اور سخت ہیں جیسا کہ اسلام سے پہلے "اوس" اور "خزرج" کی جنگ میں تجربہ ہو چکا مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں انکی ساری بہادری اور شیخی کرکری ہو جاتی ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق و اتحاد سے دھوکہ مت کھاؤ، انکے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی غرض و خواہش کا بندہ اور خیالات میں ایکدوسرے سے جدا ہے، پھر حقیقی

یکجہتی کہاں میسر آ سکتی ہے اگر عقل ہو تو سمجھیں کہ یہ نمائشی اتحاد کس کام کا؟ اتحاد اُسے کہتے ہیں جو مؤمنین قانتین میں پایا جاتا ہے کہ تمام اغراض و خواہشات سے یکسو ہو کر سب نے ایک اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام رکھا ہے اور ان سب کا مرنا جینا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کے لئے ہے۔ (عثمانی)

بزدل ترین لوگ

آیت مبارکہ میں یہود کا تذکرہ ہے

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ یعنی الیهود۔ (القرطبی، البغوی)

ایک قول یہ ہے کہ یہود اور منافقین دونوں مراد ہیں۔

جمیعا مجتمعین یعنی الیهود والمنافقین (المدارک)

امام بغویؒ لکھتے ہیں:۔

فاذا خرجوا الکم فهم اجبن خلق الله۔

یہ لوگ جب مسلمانوں سے لڑنے کے لئے سامنے آتے ہیں تو (معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں

بزدل ترین لوگ ہیں۔ (البغوی)

""اوس"اور"خزرج" کی جنگ میں تجربہ ہو چکا مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں انکی ساری بہادری اور شیخی کرکری ہوجاتی ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق واتحاد سے دھوکہ مت کھاؤ، انکے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی غرض وخواہش کا بندہ اور خیالات میں ایکدوسرے سے جدا ہے، پھر حقیقی

یکجہتی کہاں میسر آسکتی ہے اگر عقل ہوتو سمجھیں کہ یہ نمائشی اتحاد کس کام کا؟ اتحاداُسے کہتے ہیں جو مؤمنین قانتین میں پایا جاتا ہے کہ تمام اغراض وخواہشات سے یکسو ہوکر سب نے ایک اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام رکھا ہے اور ان سب کا مرنا جینا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کے لئے ہے۔ (عثمانی)

بزدل ترین لوگ

آیت مبارکہ میں یہود کا تذکرہ ہے

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ يعني اليهود۔(القرطبی ،البغوی)

ایک قول یہ ہے کہ یہود اور منافقین دونوں مراد ہیں۔

جميعا مجتمعين يعني اليهود والمنافقين(المدارک)

امام بغویؒ لکھتے ہیں:۔

فاذا خرجوالكم فهم اجبن خلق الله۔

یہ لوگ جب مسلمانوں سے لڑنے کے لئے سامنے آتے ہیں تو (معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بزدل ترین لوگ ہیں۔(البغوی)

پروپیگنڈے کے رستم

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ: آیت مبارکہ کے اس ٹکڑے کا بعض مفسرین نے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ انکی جنگی قوت اور لڑائی کی طاقت انکی آپس کی باتوں تک ہوتی ہے۔یعنی وہ کہتے ہیں کہ اگر لڑائی ہوگئی تو ہم یہ کردیں گے اور ہم وہ کردیں گے اور آپس میں اپنی جنگی طاقت کا خوب تذکرہ کرتے رہتے ہیں مگر جب لڑائی شروع ہوتی ہے تو پھر وہ جم کر نہیں لڑسکتے۔یعنی لڑائی سے پہلے اپنی فوجی طاقت اور قوت کا بہت چرچا کرتے ہیں۔

وقال مجاهد: بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ اى بالكلام والوعيد لنفعلن كذا وقيل بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ اى اذالم يلقوا عدوانسبواانفسهم الى الشدة والبأس ولكن اذا لقوا العدو انهزموا۔(القرطبی)

قرآن پاک کا اعجاز

آجکل کے کفار کا جنگی طریقہ کار دیکھ لیں اور قرآن پاک کی اس آیت کو دیکھ لیں۔سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔

خود کو دنیا کی بڑی طاقتیں کہنے والے کفار کے فوجیوں کی بدحواسی دیکھ لیں ان کے بیانات پڑھ لیں اور قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کو دیکھ لیں سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔

چند کمزور اور بے سروسامان مجاہدین آج بھی اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر برسرپیکار ہیں ساری دنیا کا کفر ان سے خوفزدہ ہے اور ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور طیاروں کی آڑ لیکر ان سے لڑ رہا ہے یہ بے سروسامان مجاہدین خوش اور مطمئن ہیں جبکہ طاقتور کفار سخت ہیبت، انتشار اور خوف کی حالت سے دوچار ہیں۔

بے شک قرآن پاک ایک زندہ کتاب ہے جو ہر زمانے کا حال بتاتی ہے اور ہر دور میں مسلمانوں کی رہنمائی فرماتی ہے۔

اللهم ارحمنا بالقرآن العظيم واجعله لنااماما ونوراوهدى ورحمة۔

خودکو دنیا کی بڑی طاقتیں کہنے والے کفار کے فوجیوں کی بدحواسی دیکھیں ان کے بیانات پڑھیں اور قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کو دیکھیں سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم۔

چند کمزور اور بے سروسامان مجاہدین آج بھی اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر برسرپیکار ہیں ساری دنیا کا کفر ان سے خوفزدہ ہے اور ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور طیاروں کی آڑ لیکر ان سے لڑ رہا ہے یہ بے سروسامان مجاہدین خوش اور مطمئن ہیں جبکہ طاقتور کفار سخت ہیبت، انتشار اور خوف کی حالت سے دوچار ہیں۔

بے شک قرآن پاک ایک زندہ کتاب ہے جو ہر زمانے کا حال بتاتی ہے اور ہر دور میں مسلمانوں کی رہنمائی فرماتی ہے۔

اللهم ارحمنا بالقرآن العظیم واجعله لنا اماما ونورا وهدی ورحمة۔

مجموعہ مبارکہ

قرآن پاک میں ”اہل کتاب“ کے خلاف جہاد کا حکم موجود ہے اور حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اہل کتاب کے خلاف جو مبارک جہاد ہوا اس کے تذکرے بھی قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اہل کتاب سے جہاد کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں اور مستقبل میں اس جہاد کے پھیلنے کے بہت سے اشارات بھی فرمائے ہیں۔ آج جبکہ خود کو یہود و نصاریٰ کہلانے والے کفار مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر میدان جنگ میں نکل آئے ہیں تو مسلمانوں کو بھی ان کے خلاف جہاد کے لئے منظم صف بندی کرنی چاہیے۔

ملاحظہ فرمائیے اہل کتاب سے جہاد کے متعلق بعض روایات مبارکہ

مجموعہ مبارکہ

قرآن پاک میں ''اہل کتاب'' کے خلاف جہاد کا حکم موجود ہے اور حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اہل کتاب کے خلاف جو مبارک جہاد ہوا اس کے تذکرے بھی قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اہل کتاب سے جہاد کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں اور مستقبل میں اس جہاد کے پھیلنے کے بہت سے اشارات بھی فرمائے ہیں۔ آج جبکہ خود کو یہود و نصاریٰ کہلانے والے کفار مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر میدان جنگ میں نکل آئے ہیں تو مسلمانوں کو بھی ان کے خلاف جہاد کے لئے منظم صف بندی کرنی چاہیے۔

ملاحظہ فرمایئے اہل کتاب سے جہاد کے متعلق بعض روایات مبارکہ

قیصر سے لڑنے والا اسلامی لشکر

❶ فحدثتنا ام حرام انها سمعت النبی ﷺ یقول اول جیش من امتی یغزون البحر اوجبوا قالت ام حرام قلت یارسول اللہ ﷺ أنا فیهم قال انت فیهم قالت ثم قال النبی ﷺ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم فقلت أنا فیهم یارسول اللہ ﷺ قال لا: رواہ البخاری فی باب ما قیل فی قتال الروم ص (۴۰۹-۴۱۰ ج ۱)

حضرت ام حرامؓ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے سب سے پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا اس نے جنت کو اپنے لئے واجب کر لیا ام حرامؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا آپ ان میں سے ہیں فرماتی ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو قیصر کے خلاف جہاد کرے گا اس کی بخشش کر دی گئی ہے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

(اس روایت میں عیسائیوں کے خلاف جہاد کی بشارت ہے)

یہودیوں سے فیصلہ کن جہاد

❷ عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال تقاتلون الیهود حتیٰ یختبئ احدهم وراء الحجر فیقول یاعبداللہ هذا الیهودی ورائی فاقتله (رواہ البخاری فی باب قتال الیهود ص ۴۱۰ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم یہودیوں سے قتال کرو گے یہاں تک

کہ ان میں سے کوئی پتھر کے پیچھے چھپے گا تو پتھر کہے گا اے اللہ کے بندے میرے پیچھے یہودی ہے اسکو قتل کر دو۔ (یہ قتال آخری زمانے میں ہوگا)

ملک شام میں جہاد کی فضیلت

❸ عن ابن حوالة قال قال رسول اللہ ﷺ سیصیر الامر الی ان تکونوا جنودا مجندة جند بالشام وجند بالیمن وجند بالعراق قال ابن حوالة خرلی یارسول اللہ ﷺ ان ادرکت ذلك فقال علیك بالشام فانها خیرة اللہ من ارضه یجتبی الیها خیرته من عباده فاما اذا ابیتم فعلیکم بیمنکم واسقوا من غدرکم فان اللہ توکل لی بالشام واهله (رواہ ابوداؤد ص ۳۵۸ ج ۱)

حضرت ابن حوالہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا کہ تمہارے کئی لشکر بنیں گے ایک لشکر شام (عیسائی سلطنت کی طرف) اور ایک لشکر یمن اور ایک لشکر عراق (کی طرف جہاد کرے گا) ابن حوالہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اس وقت کو پاؤں تو آپ میرے لئے کوئی لشکر منتخب فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تو شام کے لشکر کو لازم پکڑنا اس لئے کہ ملک شام اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اللہ تعالیٰ اس ملک میں

یہودیوں سے فیصلہ کن جہاد

❷ عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال تقاتلون الیہود حتیٰ یختبئ احدھم وراء الحجر فیقول یاعبداللہ ھذا الیہودی ورائی فاقتلہ (رواہ البخاری فی باب قتال الیہود ص ۴۱۰ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم یہودیوں سے قتال کرو گے یہانتک

کہ ان میں سے کوئی پتھر کے پیچھے چھپے گا تو پتھر کہے گا اے اللہ کے بندے میرے پیچھے یہودی ہے اسکو قتل کر دو۔ (یہ قتال آخری زمانے میں ہوگا)

ملک شام میں جہاد کی فضیلت

❸ عن ابن حوالۃ قال قال رسول اللہ ﷺ سیصیر الامر الی ان تکونوا جنودا مجندۃ جند بالشام وجند بالیمن وجند بالعراق قال ابن حوالۃ خرلی یارسول اللہ ﷺ ان ادرکت ذلک فقال علیک بالشام فانھا خیرۃ اللہ من ارضہ یجتبی الیھا خیرتہ من عبادہ فاما اذاابیتم فعلیکم بیمنکم واسقوا من غدرکم فان اللہ توکل لی بالشام واھلہ (رواہ ابوداؤد ص ۳۵۸ ج ۱)

حضرت ابن حوالہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا کہ تمہارے کئی لشکر بنیں گے ایک لشکر شام (عیسائی سلطنت کی طرف) اور ایک لشکر یمن اور ایک لشکر عراق (کی طرف جہاد کرے گا) ابن حوالہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں اس وقت کو پاؤں تو آپ میرے لئے کوئی لشکر منتخب فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تو شام کے لشکر کو لازم پکڑنا اس لئے کہ ملک شام اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اللہ تعالیٰ اس ملک میں اپنے نیک بندوں کو اکٹھا کرے گا اگر تم ملک شام کی رہائش کو اختیار نہ کر سکو تو تم یمن میں رہنا اور اپنے حوض سے پانی پلاتے رہنا (فلسطین بھی ملک شام کا حصہ ہے)

اہل کتاب سے جہاد کی فضیلت

❹ عن عبدالخبیر بن ثابت بن قیس بن شماس عن ابیہ عن جدہ قال جاءت امرأۃ الی النبی ﷺ یقال لھا ام خلاد وھی متنقبۃ تسأل عن ابنھا وھو مقتول فقال لھا بعض اصحاب النبی ﷺ جئت تسألین عن ابنک وأنت متنقبۃ فقالت ان ارزأ ابنی فلن ارزأ حیائی فقال رسول اللہ ﷺ ابنک لہ اجر شھیدین قالت ولم ذاک یارسول اللہ ﷺ قال لأنہ قتلہ اھل الکتاب (رواہ ابوداؤد فی باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم ص ۳۵۹ ج ۱)

حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی جس کا نام ام خلاد تھا اور وہ نقاب ڈالے ہوئے تھی وہ اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت کر رہی تھی ایک صحابیؓ نے اس سے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو تلاش کرتے ہوئے نکلی ہو اور تم نے نقاب ڈال رکھا ہے تو اس عورت نے کہا کہ میرا لڑکا جاتا رہا تو کیا میں اپنی شرم و حیا کو بھی گم کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ملیگا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اسلئے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔

جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کا اخراج

❺ جابر بن عبداللہ یقول اخبرنی عمر بن الخطابؓ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول لاخرجن الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب حتیٰ لأدع الا مسلما (رواہ مسلم فی باب اجلاء الیہود من الحجاز ص ۹۴ ج ۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ضرور بالضرور یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کروں گا یہاں تک کہ اس میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی کو نہیں رہنے دوں گا۔

کیا یا رسول اللہ ﷺ کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اسلئے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔

جزیرہ عرب سے یہود ونصاریٰ کا اخراج

❺ جابر بن عبداللہ یقول اخبرنی عمر بن الخطابؓ انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول لاخرجن الیهود والنصاری من جزیرة العرب حتیٰ لا أدع الا مسلما (رواہ مسلم فی باب اجلاء الیهود من الحجاز ص ۹۴ ج ۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ضرور بالضرور یہود ونصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کروں گا یہاں تک کہ اس میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی کو نہیں رہنے دوں گا۔

آپ ﷺ کی تمنا

❻ عن عمر بن خطابؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لئن عشت ان شاء اللہ لأخرجن الیهود والنصاریٰ من جزیرة العرب (رواہ الترمذی فی باب ماجاء فی اخراج الیهود والنصاری من جزیرة العرب ص ۳۴۲ ج ۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے ضرور نکال باہر کروں گا۔

عیسائیوں سے لڑائی لمبی چلے گی

❼ عن ابی محیریز قال :قال رسول اللہ ﷺ فارس نطحة أو نطحتان ثم لافارس بعدها ابدا والروم ذات القرون اصحاب بحر و صخر کلماذهب قرن خلفه قرن مکانه هیهات الی آخر الدهرهم اصحابکم ماکان فی العیش خیر۔ (رواہ ابن ابی شیبہ فی المصنف ص ۲۵۶ ج ۱۰)

حضرت ابن محیریزؒ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ فارس سے ایک یا دو لڑائیاں ہیں پھر اس کے بعد ہمیشہ کیلئے فارس نہیں رہے گا (یعنی مجوسی سلطنت نہیں رہے گی) اور روم (کی عیسائی سلطنت) کئی زمانوں پر محیط ہے۔ وہ سمندروں اور چٹانوں والے ہیں۔ جب بھی انکی ایک نسل گذرے گی دوسری نسل انکی جگہ آ جائیگی یہ آخر زمانہ تک چلتے رہیں گے یہ تمہارے مقابل رہیں گے جب تک زندگی میں بھلائی ہے۔

قیصر وکسریٰ کی سلطنت کا خاتمہ

❽ عن ابی هریرةؓ ان رسول اللہ ﷺ قال:اذاهلك کسریٰ فلاکسریٰ بعده واذاهلك قیصرفلاقیصر بعده والذی نفسی بیده لتنفقن کنوزهما فی سبیل اللہ (السنن الکبریٰ للبیهقی ص ۲۹۸ ج ۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور جب قیصر (عیسائی بادشاہ) ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی قیصر نہیں آئے گا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت مبارکہ

❾ عن ابی عبیدة ابن الجراحؓ قال:ان آخر کلام تکلم به رسول اللہ ﷺ ان قال:اخرجوا الیهود من ارض الحجاز واهل نجران من جزیرة العرب۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۱۵ ج ۱۷)

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ فرماتے ہیں سب سے آخری بات جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ یہود کو حجاز کی زمین سے نکال دو اور اہل نجران (یعنی نجران کے نصاریٰ) کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور جب قیصر (عیسائی بادشاہ) ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی قیصر نہیں آئے گا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت مبارکہ

❾ عن ابی عبیدۃ ابن الجراحؓ قال: ان آخر کلام تکلم به رسول اللہ ﷺ ان قال: اخرجوا الیهود من ارض الحجاز واهل نجران من جزیرۃ العرب۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۱۵ ج ۱۷)

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ فرماتے ہیں سب سے آخری بات جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ یہود کو حجاز کی زمین سے نکال دو اور اہل نجران (یعنی نجران کے نصاریٰ) کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

آخری زمانے کے قتال کا ایک منظر

❿ عن ابی هریرۃؓ قال: لاتقوم الساعة حتیٰ تفتح مدینة هرقل قیصر ویؤذن فیها المؤذنون ویقسم فیها المال بالاترسة فیقبلون باکثر اموال رآها الناس فیاتیهم الصریخ أن الدجال قد خالفکم فی اهلیکم فیلقون مافی ایدیهم ویقبلون یقاتلونه (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۰ ج ۸)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ہرقل قیصر کی (عیسائی) سلطنت فتح ہو جائے مؤذن اس میں اذانیں دینے لگیں اور اس میں مال تقسیم کیا جائے ڈھالوں کے ذریعہ لوگوں نے اس سے پہلے اتنا مال نہیں دیکھا ہوگا اسی دوران ان کے پاس ایک پکار آئے گی کہ دجال تمہارے گھروں میں پہنچ چکا ہے پس ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا وہ اُسے پھینک دیں گے اور آگے بڑھ کر اس سے قتال کریں گے۔

اہل اسلام کی فتوحات

⓫ عن عتبة بن ابی وقاص عن النبی ﷺ قال: ستقاتلون جزیرۃ العرب فیفتحها الله ثم تقاتلون الروم فیفتحها الله ثم تقاتلون الدجال فیفتحها الله (رواہ ابن ماجہ باب الملاحم ص ۳۳۰)

عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تم جزیرہ عرب والوں سے قتال کروگے اللہ تعالیٰ اس کو فتح کروا دینگے پھر تم روم (عیسائی سلطنت) سے قتال کروگے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کروا دینگے پھر تم دجال سے قتال کروگے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی فتح دے دینگے۔

دجال کا خاتمہ

⓬ عن ابی امامة الباهلی قال خطبنا رسول الله ﷺ فکان اکثر خطبته حدیثا حدثناه عن الدجال .... الی ان قال وهم (العرب) یومئذ قلیل وجلهم ببیت المقدس وامامهم رجل صالح قد تقدم یصلی بهم الصبح اذ نزل علیهم عیسی ابن مریم علیہ السلام الصبح فرجع ذلک الامام ینکص یمشی القهقری لیتقدم عیسی یصلی بالناس فیضع عیسی یده بین کتفیه ثم یقول له تقدم فصل فانها لك اقیمت فیصلی بهم امامهم فاذا انصرف قال عیسی علیہ السلام افتحوا الباب فیفتح ووراءه الدجال معه سبعون ألف یهودی ذو سیف محلیّ وساج فاذا نظر الیه الدجال ذاب کما یذوب الملح فی الماء وینطلق هاربا ویقول عیسی علیہ السلام ان لی فیك ضربة لن تسبقنی بها فیدرکه عند باب اللد الشرقی فیقتله فیهزم الله الیهود فلا یبقی شیئ مما خلق الله یتواری به یهودی الا انطق الله ذلك الشیٔ لا حجر ولا شجر ولا حائط ولا دابة الا الغرقدة فانها من شجرهم لاتنطق

دجال کا خاتمہ

۱۳ عن ابی امامۃ الباھلی قال خطبنارسول اللہ ﷺ فکان اکثر خطبتہ حدیثاحدثناہ عن الدجال..........الی ان قال۔ھم (العرب)یومئذقلیل وجلّھم ببیت المقدس وامامھم رجل صالح قد تقدم یصلی بھم الصبح اذ نزل علیھم عیسی ابن مریم علیہ السلام الصبح فرجع ذلک الاما م ینکص یمشی القھقری لیتقد م عیسی یصلی بالناس فیضع عیسی یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانھالک اقیمت فیصلی بھم امامھم فاذاانصرف قال عیسی علیہ السلام افتحواالباب فیفتح وراء ہ الدجال معہ سبعون ألف یھودی ذوسیف محلیّ وساج فاذانظر الیہ الدجال ذاب کما یذوب الملح فی الماء وینطلق ھاربا ویقول عیسی علیہ السلام ان لی فیک ضربۃ لن تسبقنی بھافیدرکہ عند باب اللدالشرقی فیقتلہ فیھزم اللہ الیھودفلا یبقی شیئ مماخلق اللہ یتواری بہ یھودی الا انطق اللہ ذلک الشیئ لاحجرولاشجرولاحائط ولادابۃ الاالغرقدۃ فانھامن شجرھم لاتنطق

(رواہ ابن ماجہ فی باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی ابن مریم ص ۲۹۷)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پس آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں اکثر بات دجال سے متعلق فرمائی (آگے لمبی حدیث ہے) راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس دن (جب دجال نکلے گا) عرب انتہائی قلیل ہونگے اور ان کا ایک بڑا حصہ بیت المقدس میں ہوگا ان کا امام ایک نیک آدمی ہوگا پس اس دوران کہ ان کا امام انہیں صبح کی نماز پڑھانے آگے بڑھے گا اچانک صبح کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیچے اتریں گے پس یہ امام رک کر اپنے قدم پیچھے ہٹائے گا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھیں گے اور انہیں کہیں گے آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ بے شک آپ کے لئے ہی اقامت کہی گئی ہے پس ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا جب وہ نماز مکمل کریگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازہ کھول دو پس اسے کھولا جائے گا تو اسکے پیچھے دجال ہوگا اسکے ساتھ ستر ہزار یہودی ہونگے وہ سب کے سب مزین تلواروں سے آراستہ ہونگے دجال جب عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا، جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے اور پشت پھیر کر بھاگے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرے لئے تجھ پر ایک وار کرنا مقرر ہے تو میرے اس وار سے بچ نہیں سکتا پس وہ "اسے مقام لُد" کے مشرقی دروازے پر پائیں گے اور اسے قتل کر دینگے پس اللہ تعالیٰ یہود کو شکست دینگے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی بھی چیز پتھر، درخت، دیوار، جانور جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اللہ تعالیٰ اس چیز سے کہلوادیں گے (کہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے) مگر غرقد کا درخت ان یہودیوں کا درخت ہے وہ نہیں بولے گا۔

(یہ روایت اس سند سے کچھ ضعیف ہے مگر اس مضمون کے شواہد موجود ہیں) (واللہ اعلم بالصواب) ☆☆☆

غزوہ بنی قینقاع ۱۵ شوال یوم شنبہ ۲ھ

غزوہ
بنی قینقاع

سورۃ الحشر آیت ۱۵ میں یہودیوں کے قبیلہ بنی قینقاع کی سزا کا مختصر تذکرہ ہے جو انہیں غزوہ بنی قینقاع کی صورت میں ملی اسی مناسبت سے ملاحظہ فرمایئے غزوہ بنی قینقاع کا مختصر واقعہ۔

غزوۂ بنی قینُقاع ۱۵ شوال یوم شنبہ ۲ھ

یہ لفظ قینقاع ”ن“ کے پیش کے ساتھ ہے مگر ایک قول کے مطابق زیر کے ساتھ اور ایک قول کے مطابق زبر کیساتھ بھی پڑھا جاتا ہے لیکن مشہور قول یہی ہے کہ اس میں ”ن“ پر پیش ہے۔

بنی قینقاع

بنی قینقاع عبداللہ بن سلامؓ کے برادری کے لوگ تھے نہایت شجاع اور بہادر تھے، زرگری کا کام کرتے تھے۔ جب غزوۂ بدر میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی تو ان لوگوں کی سرکشی کھل کر سامنے آ گئی اور آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں سے ان کا حسد ظاہر ہو گیا، اپنی اس جلن اور بغض کی وجہ سے انہوں نے اپنے معاہدہ کو عملاً ختم کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع، بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی قبیلوں کے ساتھ ایک معاہدہ فرمایا تھا کہ یہ لوگ نہ کبھی آنحضرت ﷺ کے مقابلے پر آئیں گے اور نہ آپ ﷺ کے دشمنوں کو مدد دیں گے، یہودیوں کے یہ تینوں خاندان مدینے میں ہی رہتے تھے اور ان کے محلے الگ الگ تھے۔

ایک قول کے مطابق معاہدہ یہ تھا کہ جنگ وغیرہ کی صورت میں یہ لوگ نہ آنحضرت ﷺ کے طرف دار ہوں گے اور نہ آپ کے مخالف ہوں گے یعنی آپ کے دشمن کا ساتھ بھی نہیں دیں گے بلکہ ایسے موقعوں پر غیر جانبدار رہا کریں گے، اور ایک قول کے مطابق معاہدہ یہ تھا کہ اگر آنحضرت ﷺ کا کوئی دشمن آپ پر حملہ آور ہوگا تو یہ لوگ آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیں گے اور آپ ﷺ کی پوری پوری مدد کریں گے جیسا کہ بیان ہوا۔

یہود کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی

غرض یہودیوں کے ان تینوں قبیلوں میں جنہوں نے سب سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی اور غداری کی وہ بنی قینقاع کے یہودی تھے، اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ ایک عرب عورت اپنا تجارتی سامان لے کر وہاں آئی جس میں اونٹ اور بکریاں وغیرہ تھیں تا کہ یہ مال فروخت کر کے نفع حاصل کرے، یہ مال اس نے بنی قینقاع کے بازار میں فروخت کیا اور اس کے بعد وہیں ایک یہودی جوہری کے پاس بیٹھ گئی۔

مسلمان عورت کے ساتھ یہود کی چھیڑ خانی

غرض وہ عورت جوہری کی دکان پر بیٹھی ہوئی تھی اور مسلمان ہونے کی وجہ سے اپنا بدن اور چہرہ چھپائے ہوئے تھی کہ کچھ یہودی اوباشوں نے اس پر چہرہ کھولنے کیلئے اصرار کرنا شروع کیا مگر اس نے انکار کر دیا، اسی وقت اس دکان دار جوہری نے اٹھ کر اس کے نقاب کا ایک کونہ چپکے سے اس کی پشت کی طرف کسی چیز سے باندھ دیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس نے خاموشی سے اس کی چادر کا ایک سرا ایک کانٹے یا کیل میں الجھا دیا، عورت کو اس کا پتہ ہی نہیں ہوا، اس کے بعد وہ عورت جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو کپڑا الجھا ہوا ہونے کی وجہ سے وہیں رہ گیا

اور چہرہ اچانک کھل گیا اس پر یہودیوں نے قہقہے لگائے، عورت نے ان کی اس بیہودگی پر چیخنا شروع کر دیا۔

مسلمانوں اور یہود میں اشتعال

وہیں ایک مسلمان گزر رہا تھا اس نے جیسے ہی یہودیوں کی یہ شرارت دیکھی وہ جوہری کی طرف جھپٹا اور تلوار بلند کر کے اس کو قتل کر دیا یہ دیکھ کر یہودیوں نے اس مسلمان پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اس واقعہ پر دوسرے مسلمانوں نے چیخ چیخ کر مسلمانوں کو جمع کر لیا اور مسلمان غضب ناک ہو کر یہودیوں پر چڑھ دوڑے۔

معاہدہ سے برأت کا اعلان

مسلمانوں میں بنی قینقاع کے یہودیوں کے خلاف سخت غم و غصہ پیدا ہو گیا (بنی قینقاع سے مسلمانوں کا امن اور دوستی کا جو معاہدہ تھا وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی معرفت ہوا تھا) یہودیوں کی اس حرکت کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

”اس قسم کی حرکتوں کے لئے ہمارا ان کا سمجھوتہ نہیں ہوا تھا، اب عبادہ بن صامتؓ اس معاہدے سے بری

اور اس کے بعد وہیں ایک یہودی جوہری کے پاس بیٹھ گئی۔

مسلمان عورت کے ساتھ یہود کی چھیڑ خانی

غرض وہ عورت جوہری کی دکان پر بیٹھی ہوئی تھی اور مسلمان ہونے کی وجہ سے اپنا بدن اور چہرہ چھپائے ہوئے تھی کہ کچھ یہودی اوباشوں نے اس پر چہرہ کھولنے کیلئے اصرار کرنا شروع کیا مگر اس نے انکار کر دیا، اسی وقت اس دکان دار جوہری نے اٹھ کر اس کے نقاب کا ایک کونہ چپکے سے اس کی پشت کی طرف کسی چیز سے باندھ دیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس نے خاموشی سے اس کی چادر کا ایک سرا ایک کانٹے یا کیل میں الجھا دیا، عورت کو اس کا پتہ ہی نہیں ہوا، اس کے بعد وہ عورت جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو کپڑا الجھا ہوا ہونے کی وجہ سے وہیں رہ گیا

اور چہرہ اچانک کھل گیا اس پر یہودیوں نے قہقہے لگائے، عورت نے ان کی اس بیہودگی پر چیخنا شروع کر دیا۔

مسلمانوں اور یہود میں اشتعال

وہیں ایک مسلمان گزر رہا تھا اس نے جیسے ہی یہودیوں کی یہ شرارت دیکھی وہ جوہری کی طرف جھپٹا اور تلوار بلند کر کے اس کو قتل کر دیا یہ دیکھ کر یہودیوں نے اس مسلمان پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اس واقعہ پر دوسرے مسلمانوں نے چیخ چیخ کر مسلمانوں کو جمع کر لیا اور مسلمان غضب ناک ہو کر یہودیوں پر چڑھ دوڑے۔

معاہدہ سے برأت کا اعلان

مسلمانوں میں بنی قینقاع کے یہودیوں کے خلاف سخت غم و غصہ پیدا ہو گیا (بنی قینقاع سے مسلمانوں کا امن اور دوستی کا جو معاہدہ تھا وہ حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی معرفت ہوا تھا) یہودیوں کی اس حرکت کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''اس قسم کی حرکتوں کے لئے ہمارا ان کا سمجھوتہ نہیں ہوا تھا، اب عبادہ بن صامت ؓ اس معاہدے سے بری ہو گئے'' ادھر خود حضرت عبادہ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔

يا رسول الله اتبرأ الى الله والى رسوله واتولى الله ورسوله والمؤمنين وابرا من حلف الكفار

یا رسول اللہ میں آپ کے دشمنوں سے بری اور بیزار ہو کر اللہ، اس کے رسول کی طرف آتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا دوست اور حلیف بناتا ہوں اور کافروں کی دوستی اور عہد سے بالکلیہ بری اور علیحدہ ہوتا ہوں۔

فائدہ

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایمان کے لئے جیسے اللہ اور اُس کے رسول اور عباد مؤمنین کی محبت ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے عداوت و نفرت، بیزاری اور برأت کا اعلان بھی ضروری ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کے اس معاہدہ کا دوسرا رکن عبداللہ ابن ابی سلول تھا جس نے مسلمانوں کی طرف سے یہودیوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تھا یہ شخص ظاہری طور پر مسلمان ہو چکا تھا مگر حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اور منافقوں کا سردار تھا۔ یہ شخص اس واقعہ کے بعد بھی اس معاہدہ سے چمٹا رہا اس نے عبادہ بن صامت ؓ کی طرح اس وقت معاہدہ سے بری ہونے کا اعلان نہیں کیا چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ (تا) فَإِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْغَٰلِبُونَ ۔ (۱۱ آیات پ ۶ سورۂ مائدہ ع ۸ آیت ۵۱ تا ۵۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، آخر آیات تک۔

بنی قینقاع کی کھلی دھمکی

غرض اس کے بعد شوال کی پندرہ سولہ تاریخ کو بروز شنبہ رسول اللہ ﷺ ان کے بازار میں تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے وعظ فرمایا:

يا معشر يهود احذروا من الله مثل ما نزل بقريش من النقمة واسلموا فانكم قد عرفتم انى نبى مرسل تجدون ذلك فى كتابكم وعهد الله اليكم

اے گروہ یہود! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا کہیں اسی طرح تم پر نازل نہ ہو۔ اسلام لے آؤ اور اس لئے کہ تحقیق تم خوب پہچانتے ہو کہ میں بالیقین اللہ کا نبی اور اُس کا رسول ہوں جس کو تم اپنی

عبادہ بن صامت کی طرح اس وقت معاہدہ سے بری ہونے کا اعلان نہیں کیا چنانچہ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ (تا) فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔ (الآیات پ ٦ سورۂ مائدہ ع ٨ آیت ٥١ تا ٥٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، آخر آیات تک۔

بنی قینقاع کی کھلی دھمکی

غرض اس کے بعد شوال کی پندرہ سولہ تاریخ کو بروز شنبہ رسول اللہ ﷺ ان کے بازار میں تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے وعظ فرمایا:

يامعشر يهود احذروا من الله مثل مانزل بقريش من النقمة واسلموا فانكم قد عرفتم انى نبى مرسل تجدون ذلك فى كتابكم وعهد الله اليكم

اے گروہ یہود! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا کہیں اسی طرح تم پر نازل نہ ہو۔ اسلام لے آؤ اور اس لئے کہ تحقیق تم خوب پہچانتے ہو کہ میں بالیقین اللہ کا نبی اور اُس کا رسول ہوں جس کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم سے اس کا عہد لیا ہے۔

اس موقعہ پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۔ (٣ آل عمران ع ٢ آیت ١٢)

ترجمہ: آپ ان کفر کرنے والوں سے فرما دیجئے کہ عنقریب تم مسلمانوں کے ہاتھ سے مغلوب کئے جاؤ گے اور آخرت میں جہنم کی طرف جمع کر کے لے جائے جاؤ گے اور وہ جہنم ہے برا ٹھکانہ۔

دوسری آیت حق تعالیٰ نے یہ نازل فرمائی۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ

(پ ١٠ سورۂ انفال ع ٧ آیت ٥٨)

ترجمہ: اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت یعنی عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو آپ ان کو وہ عہد اس طرح واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ اس اطلاع میں برابر ہو جائیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

یہود یہ سنتے ہی مشتعل ہو گئے اور یہ جواب دیا کہ آپ اس غرہ (یعنی دھوکے) میں ہرگز نہ رہنا کہ ایک ناواقف اور ناتجربہ کار قوم یعنی قریش سے مقابلہ میں آپ غالب آ گئے۔ واللہ اگر ہم سے مقابلہ ہو تو خوب معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد ہیں اس پر حق جل وعلا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

(ال عمران آیت ١٣)

تحقیق تمہارے لئے نشانی ہے ان دو جماعتوں میں کہ باہم ایک دوسرے سے لڑیں ایک جماعت تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرتی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی کہ مسلمانوں کو اپنے سے دوچند دیکھتی تھی کھلی آنکھوں سے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں اپنی امداد سے قوت دیتے ہیں بے شک اس میں عبرت ہے اہل بصیرت کے لئے۔

یہود کا محاصرہ

غرض اس دھمکی کے بعد بنی قینقاع کے یہودی وہاں سے جا کر اپنے محلے میں اپنی حویلیوں کے اندر قلعہ بند ہو گئے آنحضرت ﷺ مجاہدین کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے، آپ ﷺ کا پرچم سفید تھا اور آپ کے

چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے ہاتھ میں تھا۔

یہودی علاقے کی طرف کوچ کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت ابولبابہؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام بنایا اور پندرہ دن تک بنی قینقاع کے یہودیوں کا بے انتہا شدید محاصرہ کیا، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ کے لئے شوال کی پندرہ تاریخ کو کوچ فرمایا تھا اور ذی قعدہ کے چاند تک وہیں رہے۔

یہود کا محاصرہ

غرض اس دھمکی کے بعد بنی قینقاع کے یہودی وہاں سے جا کر اپنے محلے میں اپنی حویلیوں کے اندر قلعہ بند ہو گئے آنحضرت ﷺ مجاہدین کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے، آپ ﷺ کا پرچم سفید تھا اور آپ کے

چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ کے ہاتھ میں تھا۔

یہودی علاقے کی طرف کوچ کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت ابولبابہؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام بنایا اور پندرہ دن تک بنی قینقاع کے یہودیوں کا بے انتہا شدید محاصرہ کیا، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ کے لئے شوال کی پندرہ تاریخ کو کوچ فرمایا تھا اور ذی قعدہ کے چاند تک وہیں رہے۔

جلاوطن ہونے کی پیشکش

اس شدید محاصرہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف اور رعب پیدا فرما دیا، بنی قینقاع کے ان یہودیوں میں چار سو جنگ جو تو قلعہ کی حفاظت پر تھے اور تین سو زرہ پوش جاں باز تھے۔

آخر محاصرہ سے تنگ آ کر یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اگر آپ ہمارا راستہ چھوڑ دیں تو ہم جلاوطن ہو کر مدینہ سے ہمیشہ کیلئے چلے جانے کو تیار ہیں، اس کے ساتھ ہی انہوں نے آنحضرت ﷺ کو پیشکش کی کہ صرف ہماری عورتوں اور بچوں کو ہمارے لئے چھوڑ دیجئے جنہیں ہم اپنے ساتھ لے جائیں اور ہمارا مال و دولت آپ لے لیجئے، یعنی مال میں ہتھیار وغیرہ بھی شامل ہوں گے جو وہ مسلمانوں کو دیئے جائیں گے۔

ان کی اس پیشکش سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس باغات اور کھیتی کی زمینیں نہیں تھیں بلکہ ان کا یہ تمام مال و دولت تجارت کے ذریعہ تھا یا سودی کاروبار کے ذریعہ تھا جو آج تک یہودیوں کا خاص مشغلہ ہے۔

یہود کے لئے ابن اُبی کی سفارش

غرض جب بنی قینقاع اپنی حویلیوں سے نکلے تو ایک قول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی مشکیں باندھ دو، چنانچہ ان کی مشکیں کس دی گئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو قتل کرنے کا ارادہ فرمایا مگر اسی وقت سردار منافقین عبداللہ ابن ابی ابن سلول جو یہودیوں کا حلیف اور حمایتی تھا آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور ان لوگوں کی سفارش کرنے لگا اس نے گڑگڑاتے ہوئے آپ سے عرض کیا:

اے محمد! میرے ان غلاموں یعنی بے بس دوستوں کے ساتھ اچھا معاملہ کیجئے!۔

آنحضرت ﷺ پر بیجا اصرار

آنحضرت ﷺ نے عبداللہ ابن ابی کی بات اَن سنی کرتے ہوئے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، آنحضرت ﷺ اس وقت اپنی وہی زرہ پہنے ہوئے تھے جس کا نام ذات الفضول تھا، عبداللہ ابن ابی آنحضرت کی پشت کی طرف سے آیا اور آپ کی زرہ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر یعنی آپ ﷺ کو پشت کی طرف سے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑا ہو گیا اور اصرار کرنے لگا، آپ ﷺ نے اس کو ڈانٹ کر فرمایا:

''تیرا برا ہو، مجھے چھوڑ دے!''

اس وقت آنحضرت ﷺ کو اتنا سخت غصہ آیا کہ اس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا آپ ﷺ نے پھر

فرمایا: تیرا برا ہو مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا:

''خدا کی قسم اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرے غلاموں کیساتھ احسان کرنے کا وعدہ نہیں کر لیں گے، یہ لوگ میرے کنبے والے ہیں اور میں مصیبتوں اور تباہیوں سے بہت ڈرتا ہوں''۔

یہود کی جان بخشی

آخر آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا:

''ان لوگوں کو چھوڑ دو۔ ان لوگوں پر اور ان کے ساتھ اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو''۔

اس طرح آپ نے بنی قینقاع کے یہودیوں کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا، پھر آپ نے عبداللہ ابن ابی سے فرمایا:

تیرا برا ہو، مجھے چھوڑ دے!

اس وقت آنحضرت ﷺ کو اتنا سخت غصہ آیا کہ اس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا آپ ﷺ نے پھر

فرمایا: تیرا برا ہو مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا:

''خدا کی قسم اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرے غلاموں کیساتھ احسان کرنے کا وعدہ نہیں کر لیں گے، یہ لوگ میرے کنبے والے ہیں اور میں مصیبتوں اور تباہیوں سے بہت ڈرتا ہوں''۔

یہود کی جان بخشی

آخر آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا:

''ان لوگوں کو چھوڑ دو۔ ان لوگوں پر اور ان کے ساتھ اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو''۔

اس طرح آپ نے بنی قینقاع کے یہودیوں کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا، پھر آپ نے عبداللہ ابن ابی سے فرمایا:

''انہیں لے جاؤ۔ اللہ تمہیں ان کے ذریعہ کوئی برکت نہ دے''۔

نبی ﷺ کی دعا کا نتیجہ

پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان یہودیوں کو مدینہ سے ہمیشہ کے لئے نکال کر جلا وطن کر دیا جائے ان کو جلا وطن کرنے کی ذمہ داری آپ ﷺ نے حضرت عبادہؓ بن صامت کے سپرد فرمائی اور یہودیوں کو مدینے سے نکل جانے کیلئے تین دن کی مہلت دی، چنانچہ یہودی تین دن بعد مدینے کو خیر باد کہہ کر چلے گئے، اس سے پہلے یہودیوں نے عبادہؓ بن صامت سے درخواست کی تھی کہ ان کو تین دن کی جو مہلت دی گئی ہے اس میں کچھ اضافہ کر دیا جائے، مگر حضرت عبادہؓ نے کہا کہ نہیں ایک گھنٹے کی مہلت بھی نہیں بڑھائی جا سکتی، پھر عبادہؓ بن صامت نے اپنی نگرانی میں ان کو جلا وطن کیا یہ لوگ یہاں سے نکل کر ملک شام کی ایک بستی کے میدانوں میں جا بسے۔ مگر ایک سال کی مدت بھی نہیں گزری تھی کہ وہ سب کے سب وہیں ہلاک ہو گئے جو آنحضرت ﷺ کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے سامنے کی تھی کہ اللہ تمہیں ان کے ذریعہ کوئی برکت نہ دے۔ (یہ ایک روایت ہے واللہ اعلم بالصواب)

منافقین اور یہود کی باہمی محبت

ایک روایت ہے کہ یہودیوں کے مدینے سے جانے سے پہلے ابن ابی آنحضرت ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے مکان پر یہ درخواست لیکر آیا کہ یہودیوں کو معاف کر کے مدینے میں رہنے کی اجازت دی جائے مگر آنحضرت ﷺ اس سے ملنے کے بجائے اندر تشریف لے گئے ابن ابی نے اندر جانا چاہا مگر ایک صحابی نے ہاتھ مار کر اس کو پیچھے دھکیل دیا جس کے نتیجہ میں اس کا منہ دیوار سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا ابن ابی انتہائی غضب ناک ہو کر واپس ہوا، بنی قینقاع کے یہودیوں کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو وہ بولے۔

''ہم اس شہر میں ہرگز نہیں رہیں گے جس میں ابوحباب یعنی ابن ابی کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہے نہ ہی ہم اب اس سے کوئی مدد لیں گے''۔ اس کے بعد یہودیوں نے مدینہ سے نکلنے کی تیاری شروع کر دی۔

فی اور مال غنیمت

آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کے مال و دولت پر قبضہ کر کے ان کو مدینے سے نکل جانے کا راستہ دے دیا مال غنیمت میں سے آپ کے لئے پانچواں حصہ نکالا گیا حالانکہ آنحضرت ﷺ کے لئے اس میں فی کا حق تھا کیونکہ یہ مال جنگ کے بعد حاصل نہیں ہوا تھا نہ ہی لشکروں کا ٹکراؤ اور مقابلہ ہوا تھا، بہر حال آپ کو اس میں سے پانچواں حصہ ملا اور باقی چار عدد حصے صحابہ میں تقسیم کر دیئے گئے اور مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ بدر کے بعد یہ پہلا خمس تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔

یہودیوں کے جانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو ان کے مکانوں میں سے بے شمار ہتھیار ملے کیونکہ جیسا کہ بیان ہوا بنی قینقاع کے یہودی دوسرے یہودیوں میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے زیادہ بہادر اور جنگ جو لوگ تھے۔

غنیمت میں سے آنحضرت ﷺ کا انتخاب

منافقین اور یہود کی باہمی محبت

ایک روایت ہے کہ یہودیوں کے مدینے سے جانے سے پہلے ابن ابی آنحضرت ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے مکان پر یہ درخواست لیکر آیا کہ یہودیوں کو معاف کر کے مدینے میں رہنے کی اجازت دی جائے مگر آنحضرت ﷺ اس سے ملنے کے بجائے اندر تشریف لے گئے ابن ابی نے اندر جانا چاہا مگر ایک صحابی نے ہاتھ مار کر اس کو پیچھے دھکیل دیا جس کے نتیجہ میں اس کا منہ دیوار سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا ابن ابی انتہائی غضب ناک ہو کر واپس ہوا، بنی قینقاع کے یہودیوں کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو وہ بولے۔

''ہم اس شہر میں ہرگز نہیں رہیں گے جس میں ابوحباب یعنی ابن ابی کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہے نہ ہی ہم اب اس سے کوئی مدد لیں گے''۔اس کے بعد یہودیوں نے مدینہ سے نکلنے کی تیاری شروع کر دی۔

فی اور مال غنیمت

آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کے مال و دولت پر قبضہ کر کے ان کو مدینے سے نکل جانے کا راستہ دے دیا مال غنیمت میں سے آپ کے لئے پانچواں حصہ نکالا گیا حالانکہ آنحضرت ﷺ کے لئے اس میں فی کا حق تھا کیونکہ یہ مال جنگ کے بعد حاصل نہیں ہوا تھا نہ ہی لشکروں کا ٹکراؤ اور مقابلہ ہوا تھا، بہر حال آپ کو اس میں سے پانچواں حصہ ملا اور باقی چار عدد حصے صحابہ میں تقسیم کر دیئے گئے اور مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ بدر کے بعد یہ پہلا خمس تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔

یہودیوں کے جانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو ان کے مکانوں میں سے بے شمار ہتھیار ملے کیونکہ جیسا کہ بیان ہوا بنی قینقاع کے یہودی دوسرے یہودیوں میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے زیادہ بہادر اور جنگ جو لوگ تھے۔

غنیمت میں سے آنحضرت ﷺ کا انتخاب

آنحضرت ﷺ نے ان ہتھیاروں میں سے تین کمانیں لیں، ان کمانوں میں سے ایک کمان کو کتوم یعنی خاموش کہا جاتا تھا کیونکہ جب اس کمان سے تیر چلایا جاتا تھا تو بالکل آواز نہیں پیدا ہوتی تھی، یہی وہ کمان ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے غزوہ اُحد میں تیر اندازی فرمائی اور جس میں سے تیر اندازی کے وقت چنگاریاں سی نکلتی تھیں۔ ان میں سے دوسری کمان کا نام روحاء تھا اور تیسری کو بیضاء کہا جاتا تھا ان کے علاوہ آپ نے دو زرہیں لیں جن میں سے ایک زرہ کا نام سعدیہ تھا اس زرہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اور جب جالوت کو قتل کیا گیا تو اس وقت داؤد علیہ السلام یہی زرہ پہنے ہوئے تھے، دوسری زرہ کا نام فضہ تھا جو آپ ﷺ نے یہودیوں کے ہتھیاروں میں سے اپنے لئے منتخب فرمائی۔

اس کے علاوہ آپ نے تین نیزے اور تین تلواریں بھی اپنے لئے منتخب فرمائیں ان میں سے ایک تلوار کو قلعی کہا جاتا تھا، دوسری کو بتار کہا جاتا تھا اور تیسری کا کوئی نام نہیں تھا اس تلوار کا نام خود آپ نے صیف رکھا نیز ان میں سے آنحضرت ﷺ نے ایک زرہ محمد بن مسلمہؓ کو اور ایک سعد بن معاذؓ کو ہبہ فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(ماخوذ از سیرت المصطفیٰ ﷺ و سیرت حلبیہ)

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ١٥ تا ١٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ

ان کا حال تو پہلوں جیسا ہے کہ جنہوں نے ابھی اپنے کام کی سزا پائی ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) دردناک

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ

عذاب ہے۔ (اور) مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی سے کہتا ہے کہ تو منکر ہو جا پھر جب وہ منکر ہو جاتا ہے تو کہتا

قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ

ہے بے شک میں تم سے بری ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔ پس ان دونوں

عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں جہنم میں ہونگے اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے

خلاصہ

ان سے پہلے بنی قینقاع کے یہودیوں کا جو حال ہوا انہوں نے اپنے جرائم کی سزا دنیا میں بھی پائی اور آخرت میں بھی پائیں گے یہی حال ان بنی نضیر کے یہودیوں کا ہوا۔ اور اس موقع پر منافقین نے شیطان کا کردار ادا کیا کہ وہ بھی بدنصیب انسانوں کو بہکا کر کفر و ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل کر خود پیچھے ہٹ جاتا ہے آخرت میں گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سب جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ڈال دیئے جائیں گے۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

بنو قینقاع یا مشرکین مکہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی مفسرین کے نزدیک آیت ⑮ میں یہود بنی قینقاع کا تذکرہ ہے جنہوں نے بنی نضیر سے کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے جرائم کی سزا چکھی تھی۔ ابن کثیرؒ نے اس قول کو مضبوط قرار دیا ہے۔ (القرطبی، البحر المحیط، ابن کثیر)

حضرت مجاہدؒ اور دیگر کئی مفسرین کے نزدیک مشرکین مکہ مراد ہیں جنہوں نے بدر کے میدان میں اپنے جرائم کی سزا چکھی تھی۔ (البغوی، المدارک)

❶ تفسیر عثمانی میں ہے:۔

یعنی قریب زمانہ میں یہود بنی قینقاع اپنی غداری کا مزہ چکھ چکے ہیں، جب انہوں نے بدعہدی کی تو مسلمانوں نے ایک مختصر لڑائی کے بعد نکال باہر کیا، اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں مکہ والے "بدر" کے دن سزا پا چکے ہیں وہی انجام "بنی نضیر" کا دیکھ لو کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سزا مل چکی اور آخرت کا دردناک عذاب جوں کا توں رہا۔ (عثمانی)

منافقین شیطان جیسے

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:۔

یہودیوں کو بہکانے، لڑائی پر آمادہ کرنے، ان سے نصرت کا وعدہ کرنے اور پھر وعدہ خلافی کر کے ان کو اکیلا چھوڑ جانے میں منافقین کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ بھی کسی انسان کو بہکا کر آخری وقت اس کو اکیلا چھوڑ جاتا ہے (جب اس انسان کے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی) اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شیطان کا غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کو بہکانا ہے (کہ ان کو لڑائی پر لگا کر خود بھاگ گیا تھا)

ای مثل المنافقین فی اغرائهم الیهود علی القتال ووعدهم ایاهم النصر ثم متارکتهم لهم واخلافهم کمثل الشیطان اذا استغوی الانسان بکیده ثم تبرأمنه فی العاقبة وقیل المراد استغواءه قریشا یوم بدر۔ (المدارک)

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:۔

منافقین شیطان جیسے

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:۔

یہودیوں کو بہکانے، لڑائی پر آمادہ کرنے، ان سے نصرت کا وعدہ کرنے اور پھر وعدہ خلافی کر کے ان کو اکیلا چھوڑ جانے میں منافقین کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ بھی کسی انسان کو بہکا کر آخری وقت اس کو اکیلا چھوڑ جاتا ہے (جب اس انسان کے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی) اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شیطان کا غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کو بہکانا ہے (کہ ان کو لڑائی پر لگا کر خود بھاگ گیا تھا)

ای مثل المنافقین فی اغرائهم الیهود علی القتال ووعدهم ایاهم النصرثم متارکتهم لهم واخلافهم کمثل الشیطان اذا استغوی الانسان بکیده ثم تبرأمنه فی العاقبة وقیل المراد استغواءه قریشا یوم بدر۔ (المدارک)

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:۔

ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے انسان کو گمراہ کرتا ہے پھر بھاگ جاتا ہے، یہ بھی بنونضیر کو اسلام کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کر رہے ہیں لیکن وقت پر بھاگ جائیں گے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

حضرات مفسرین نے ان آیات کے ذیل میں بہت عجیب واقعات تحریر فرمائے ہیں۔ ماضی میں شیطان نے کسطرح سے بڑے بڑے عباد تگذ اروں کو کفر میں مبتلا کیا اور وہ حالت کفر پر مرے۔

ان واقعات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے البغوی، القرطبی، ابن کثیر اور مظہری

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں شیطان سے اور اسکی گمراہی سے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کفر سے اور برے خاتمے سے

نعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبه وعقابه وشرعباده ومن همزات الشیاطین وان یحضرون۔

کلام برکت

ملاحظہ فرمائیے تفسیر عثمانی کی یہ عبارت جو حضرت شاہ صاحبؒ کے کلام پر مشتمل ہے۔

''یعنی شیطان اول انسان کو کفر و معصیت پر ابھارتا ہے، جب انسان دام اغوا میں پھنس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں مجھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے۔ یہ کہنا بھی ریاء اور مکاری سے ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود جہنم کا کندہ (لکڑی اور ایندھن) بنا اور اسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ۔ شیطان آخرت میں یہ بات کہے گا (کہ میں ان کے کفر سے بری ہوں) اور ''بدر'' کے دن بھی ایک کافر کی صورت

میں لوگوں کو لڑواتا تھا۔ جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا جس کا ذکر سورۂ انفال میں گذر چکا ہے یہی مثال منافقوں کی ہے وہ بنی نضیر کو اپنی حمایت و رفاقت کا یقین دلا کر بھڑ ے (یعنی فریب اور جھانسے) پر چڑھاتے رہے آخر جب وہ مصیبت میں پھنس گئے (تو یہ منافقین) آپ الگ ہو کر بیٹھے لیکن کیا اس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (عثمانی)

سبحانك اللهم وبحمدك اشهدان لااله الا انت استغفرك واتوب الیك وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واله و صحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

۱۸ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ یوم الاثنین

۱۶ مارچ ۲۰۰۹ء

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں شیطان سے اور اسکی گمراہی سے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کفر سے اور برے خاتمے سے

نعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشرعبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون۔

کلام برکت

ملاحظہ فرمایئے تفسیر عثمانی کی یہ عبارت جو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کلام پر مشتمل ہے۔

''یعنی شیطان اول انسان کو کفر ومعصیت پر ابھارتا ہے، جب انسان دام اغوا میں پھنس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں مجھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے۔ یہ کہنا بھی ریاء اور مکاری سے ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود جہنم کا کندہ (لکڑی اور ایندھن) بنا اور اسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ۔ شیطان آخرت میں یہ بات کہے گا (کہ میں ان کے کفر سے بری ہوں) اور ''بدر'' کے دن بھی ایک کافر کی صورت

میں لوگوں کو لڑواتا تھا۔ جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا جس کا ذکر سورۂ انفال میں گذر چکا ہے یہی مثال منافقوں کی ہے وہ بنی نضیر کو اپنی حمایت ورفاقت کا یقین دلا کر بھڑ ے (یعنی فریب اور جھانسے) پر چڑھاتے رہے آخر جب وہ مصیبت میں پھنس گئے (تو یہ منافقین) آپ الگ ہو کر بیٹھے لیکن کیا اس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (عثمانی)

سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لاالہ الا انت استغفرک واتوب الیک وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ و صحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

۱۸ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ یوم الاثنین

۱۶ مارچ ۲۰۰۹ء